ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

6

www.tanzeem.org

19 تا 25 جمادی الاولیٰ 1439ھ / 6 تا 12 فروری 2018ء

اس شمارے میں

......ہاں باقی وہ رہ جائے گا

آیئے! اپنے اُخروی انجام کی فکر کریں!

مطالعہ کلام اقبال (57)

اسلام اور جنسی تعلیم

راہزن بھی ہوں رہنما جیسے

ملا عمر کے ایک انٹرویو کی صدائے بازگشت

تکریم انسان

آزاد کشمیر اور فتنہ قادیانیت

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

خالق کائنات کی

حیرت انگیز نشانیاں

کائنات تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ روز وشب کی گردش، دن رات کا الٹ پھیر، اور لیل ونہار کا اختلاف، ! ہر صبح کو اُبھرتا ہوا اور ہر شام کو ڈوبتا ہوا سورج، جس نے نہ کبھی طلوع ہونے میں کوتاہی کی اور نہ غروب ہونے سے باز رہا! رات کی تاریکی میں ہیروں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے اور سرگوشیاں کرتے ہوئے سیارگانِ فلک! ایک باریک شاخ کی صورت میں طلوع ہونے والا چاند، جو بڑھتے بڑھتے بدر کامل بن جاتا ہے اور پھر گھٹتے گھٹتے پھر باریک شاخ کی طرح ہو جاتا ہے! زمین کے سینے کو شق کر کے نکلنے والا پودا اور اس میں پھوٹنے والی حسین وجمیل کونپلیں! چھوٹے چھوٹے محوِ پرواز پرندے! اور حقیر وکمتر کیڑے مکوڑے! نوزائیدہ اطفالِ حیوانات اور چونچوں سے دانہ دُنکا دیتی ہوئی اور دودھ پلاتی ہوئی ان کی مائیں! مردہ زمین سے اُبلتا ہوا زندگی کا سرچشمہ! عجیب نظام، حیرت انگیز انتظام! بڑی باریکی اور مہارت کے ساتھ چلنے والا نظامِ کائنات! کہیں کوئی ابتری نہیں! کوئی گڑبڑ نہیں! کروڑوں اور اربوں ستاروں میں سے کوئی ستارہ اپنے محور سے ایک انچ اِدھر اُدھر نہیں سرکتا! زمانے کے نشیب وفراز! زمانہ کی حقیقت اور اس کا ادراک! اِس ساری عجیب وغریب اور حیرت انگیز کائنات میں گھرا ہوا کمزور وناتواں انسان! یہ سب آیاتِ الٰہی ہیں! اور کائنات میں خالقِ کائنات کے وجود کی حیرت انگیز نشانیاں ہیں۔ لیکن انسان ان کے درمیان رہتے ہوئے ان کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر ان نشانیوں کے درمیان سے بغیر ان کی جانب توجہ کیے ہوئے اور بغیر ان پر غور کیے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

محمد قطب شہیدؒ

الھدیٰ (790)
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا انتظام

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:40

اِذۡ تَمۡشِیۡۤ اُخۡتُکَ فَتَقُوۡلُ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی مَنۡ یَّکۡفُلُہٗ ؕ فَرَجَعۡنٰکَ اِلٰۤی اُمِّکَ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُہَا وَ لَا تَحۡزَنَ ۬ؕ وَ قَتَلۡتَ نَفۡسًا فَنَجَّیۡنٰکَ مِنَ الۡغَمِّ وَ فَتَنّٰکَ فُتُوۡنًا ۬ۚ فَلَبِثۡتَ سِنِیۡنَ فِیۡۤ اَہۡلِ مَدۡیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوۡسٰی ﴿۴۰﴾

آیت ۴۰ ﴿اِذۡ تَمۡشِیۡۤ اُخۡتُکَ﴾ ''جب تمہاری بہن چلتی جا رہی تھی''

اور وہ چلتے چلتے فرعون کے محل تک پہنچ گئی جہاں بچے کو فوری طور پر دودھ پلانے کے انتظامات کیے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی بھی عورت کا دودھ پینے سے منع کر دیا تھا۔ جب بہت سی عورتیں آپؑ کو دودھ پلانے میں ناکام رہیں تو آپؑ کی بہن جو یہ سب کچھ دیکھ کر بول پڑی:

﴿فَتَقُوۡلُ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی مَنۡ یَّکۡفُلُہٗ ؕ﴾ ''تو اُس نے کہا: کیا میں تمہیں بتاؤں اس (خاندان) کے بارے میں جو اس کی کفالت کرے؟''

آپؑ کی بہن نے اپنی ہی والدہ کے بارے میں ان لوگوں کو مشورہ دیا۔ چنانچہ جب آپؑ کی والدہ کو بلایا گیا تو آپؑ نے ان کا دودھ فوراً پی لیا۔

﴿فَرَجَعۡنٰکَ اِلٰۤی اُمِّکَ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُہَا وَ لَا تَحۡزَنَ ؕ﴾ ''تو یوں ہم نے لوٹا دیا تمہیں تمہاری والدہ کی طرف' تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کھائے۔''

چنانچہ مامتا کی تسلی و تسکین کے لیے بچے کو واپس والدہ کی گود میں پہنچا دیا گیا۔ مقامِ غور ہے! اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے جذبات و احساسات کا کس حد تک پاس ہے۔

﴿وَ قَتَلۡتَ نَفۡسًا﴾ ''اور (پھر) تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا''

پھر جب آپؑ جوان ہوئے اور مصر میں آپؑ کے ہاتھوں ایک قبطی قتل ہو گیا:

﴿فَنَجَّیۡنٰکَ مِنَ الۡغَمِّ وَ فَتَنّٰکَ فُتُوۡنًا ۬ۚ﴾ ''تو ہم نے تم کو اس غم سے بھی نجات دلائی' اور پھر ہم نے تمہیں (مزید بہت سی) آزمائشوں سے گزارا۔''

﴿فَلَبِثۡتَ سِنِیۡنَ فِیۡۤ اَہۡلِ مَدۡیَنَ﴾ ''پھر تم کئی سال اہل مدین میں رہے''

آپؑ کے مدین پہنچنے اور وہاں ٹھہرنے کے بارے میں تفصیل سورۃ القصص میں بیان ہوئی ہے۔ یہاں صرف اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوۡسٰی ﴿۴۰﴾﴾ ''پھر تم یہاں آ گئے ایک طے شدہ فیصلے کے مطابق اے موسیٰؑ!''

یعنی اس وقت آپؑ کا یہاں پہنچنا کسی حسن اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک طے شدہ پروگرام کا حصہ ہے۔

فرمان نبویؐ

امانت کی حفاظت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا صلی اللہ علیہ وسلم یُحَدِّثُ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ: کَیْفَ اِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: ((اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے کہ اس اثنا میں ایک اعرابی (بدوی) آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب (وہ وقت آ جائے کہ) امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب معاملات نااہلوں کے سپرد کیے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔''

تشریح: قرآن و حدیث کی زبان میں امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہر ذمہ داری کو ''امانت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر ہم کوئی ذمہ داری چھوٹی ہو یا بڑی کسی نااہل کے سپرد کر دیں گے تو یہ امانت کو ضائع کرنا ہے۔ ہمیں امانت کی حفاظت کا حق ادا کرنا چاہیے، تاکہ ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

......ہاں باقی وہ رہ جائے گا

جماعت کی تعریف شاید اس سے بہتر ممکن نہ ہو کہ یکساں ہدف رکھنے والے ہم مقصد افراد کا ایسا گروہ جو کسی ایک نظم سے منسلک ہو۔ یہ نظم جماعت کے دستور کے تحت قائم ہوتا ہے، اور تمام وابستگان جماعت اپنی ذمہ داری اس دستور کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ وہ دستور ہی کے حوالے سے نظم بالا کو جوابدہ ہوتے ہیں اور اُن سب کی اصل وفاداری جماعت کے دستور کے ساتھ ہوتی ہے۔ جماعت کا سربراہ بھی دستور کا پابند ہوتا ہے۔ آج کے دور میں دنیا بھر میں جماعت سازی کا یہی چلن ہے۔ آج دنیا میں حصول قوت واقتدار کے لئے سیاسی داؤ پیچ جو حیثیت اختیار کر گئے ہیں اُن کی بنا پر بھی ایک کامیاب سیاست دان بننے کے لئے کسی باقاعدہ سیاسی جماعت سے منسلک ہونا ناگزیر ہے۔ دنیا کے اکثریتی حصہ میں چونکہ سیکولرازم ایک نظام کی حیثیت سے تسلط حاصل کر چکا ہے، اس ماحول اور پس منظر میں مذہب اور ریاست بہتے دریا کے دو کناروں کی طرح ہیں، جو کبھی مل نہ سکیں گے۔ لہٰذا آج کسی سیاسی کارکن کے دو ہی بڑے مقاصد ہو سکتے ہیں: اولاً ملک وقوم کی خدمت کی جائے اور اس کی تعمیر وترقی میں حصہ ڈالا جائے۔ دوسرا اقتدار یا سیاسی قوت کے بل بوتے پر ذاتی مفادات کی تکمیل کی جائے۔

سیاسی جماعتوں کے وجود کے حوالہ سے برصغیر یورپ سے بہت پیچھے ہے۔ یہاں مغل حکمرانوں کا خاتمہ ہوا تو سات سمندر پار سے گورے آ گئے۔ 1857ء تک اہل ہندوستان آزادی حاصل کرنے کے لئے عسکری جدوجہد کرتے رہے، لیکن باہمی چپقلش کی وجہ سے ناکام ہو گئے۔ بعدازاں مسلمانوں میں سے روایتی مذہبی طبقہ اصحاب کہف کی سنت کو اپناتے ہوئے خانقاہوں اور مدارس میں گوشہ نشین ہو گیا لیکن ہندو اور عام مسلمان نے آزادی کے لئے سیاسی راستہ اختیار کیا۔ 1885ء میں ہندوؤں نے کانگرس کے نام سے سیاسی جماعت بنائی اور 1906ء میں مسلمانوں نے مسلم لیگ کے نام سے سیاسی جدوجہد کے لئے جماعت تشکیل دی۔ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں کا مطمح نظر انگریز سے آزادی کا حصول تھا، لیکن مسلم لیگ نے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے ساتھ ہندوستان کو تقسیم کر کے مسلمانوں کیلئے علیحدہ وطن حاصل کرنے کی جدوجہد بھی شروع کر دی، جس سے کانگرس اور مسلم لیگ میں ایک فرق واقع ہو گیا۔ کانگرس صرف یہ چاہتی تھی کہ انگریز ہندوستان سے رخصت ہو جائے اور انگریز نے ہندوستان سے اپنی رخصتی کو اصولی طور پر قبول بھی کر لیا تھا۔ لہٰذا اختلاف صرف وقت اور رخصتی کے انداز کا تھا۔ یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ کانگرس کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے مضبوط بنیادیں فراہم کرنے اور تنظیم سازی کے لئے ہندوؤں کو مناسب وقت مل گیا۔ جب کہ مسلم لیگ کو پاکستان بنانے کے لئے ایک زوردار تحریک چلانا پڑی، لہٰذا تنظیم سازی کا نہ وقت تھا نہ موقع۔ حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے چونکہ مذہب کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ کیا تھا، لوگوں کو پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتایا گیا تھا، لہٰذا اس تحریک کو مذہبی جذبات کی بنیاد پر ہی آگے بڑھایا گیا۔

ہم قارئین خصوصاً تنظیم اسلامی کے رفقا کی خدمت میں اصلاً یہ عرض کرنا چاہ رہے ہیں کہ پاکستان کی گھُٹی میں جذباتیت ہے۔ اس کی تعمیراتی فزیالوجی میں جذباتیت ہے۔ لہٰذا قیام پاکستان کے بعد جتنی بھی نئی سیاسی اور مذہبی جماعتیں قائم ہوئیں، اُن میں لیڈر حضرات نے جذبات کو فوکس کیا۔ مثلاً مذہبی جماعتوں نے اپنے اپنے مسلک کی دھائی دی، مسلکی جذبات کو بھڑکایا اور مسلک کی بنیاد پر الگ جماعت بنالی جیسے جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جمعیت اہل حدیث، اہل تشیع کی جماعت تحریک جعفریہ وغیرہ۔ سیاسی جماعتوں نے جو حقیقت میں سب سیکولر جماعتیں ہیں انسانی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا لالچ دیا۔ مثلاً کسی نے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ بلند کر کے اور کسی نے لسانی اور علاقائی تعصب کو ہوا دیکر جذبات کو بھڑکایا اور ہم زبانوں یا علاقہ پرستوں (جنہیں قوم پرست کہا جاتا ہے) کو اپنے گرد اکٹھا کر کے جماعت بنالی۔ گویا صورت حال یہ بنی کہ سندھ کے کراچی اور حیدر آباد جیسے بڑے شہروں میں

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 جمادی الاولیٰ 1439ھ جلد 27
6 تا 12 فروری 2018ء شمارہ 06

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

آسانی سے لسانی بنیادوں پر جماعت بن گئی۔ اسی طرح مذہبی جماعتوں میں شیعہ حضرات کو تحریک نفاذ جعفریہ کی اور اہل حدیث حضرات کو جمعیت اہل حدیث کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا کتنا آسان ہے۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں کسی بھی نوع کی عصبیت کی پکار لگا کر جماعت بنانا بھی آسان، چلانا اور قائم رکھنا بھی آسان ہے۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء سے ہمارا ٹریلین ڈالر کا سوال یہ ہے کہ وہ کس عصبیت کی صدا لگائیں گے؟ وہ کس طرح کے جذبات کو مہمیز لگائیں گے؟ ہم نے جو آغاز میں جماعت کی تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس میں صرف پہلے جملے کا ابتدائی جز تنظیم اسلامی پر صادق آتا ہے۔ یعنی یکساں ہدف رکھنے والے ہم مقصد افراد جو ایک نظم سے منسلک ہیں۔ اس کے بعد پاکستان کی تمام دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے تعمیری اور عملی اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ تنظیم اسلامی دستوری نہیں بلکہ شخصی بیعت کی بنیاد پر قائم ہے، جس کا بنیادی فلسفہ یا اصول یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جا رہی ہے اُس کے ہر حکم کی بلا چوں وچراں پابندی کرنا ہوگی، بشرطیکہ حکم شریعت کے دائرے کے اندر ہو۔ تنظیم اسلامی نے اپنا اصل اور حقیقی ہدف رضائے الٰہی کو ٹھہرایا ہے اور اُس کا موقف یہ ہے کہ اپنے ہدف کے حصول کے لئے نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر دینا لازم ہے، بلکہ تقسیم سے قبل کے نعرے میں قیام پاکستان کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کا اضافہ ناگزیر ہے، لازم ہے۔ شریعت محمدیہ کا نفاذ نہیں ہوگا تو بات محض جذباتیت تک محدود ہو کر رہ جائے گی اور نعرے لگاتے لگاتے جذبات بھی بالآخر سرد پڑ جائیں گے۔

اگرچہ پاکستان کی تمام مذہبی جماعتیں نعرہ تو نفاذ اسلام کا ہی لگاتی ہیں لیکن جب وہ اپنے مخصوص خول سے مخصوص لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے لگاتی ہیں تو ہم مسلک لوگ اصل دعوت کو سمجھ لیتے ہیں۔ لہٰذا وہی لپکتے ہیں جنہیں حقیقت میں پکارا جاتا ہے۔ تنظیم اسلامی نے خود کو کسی خاص مسلک سے منتھی ہی نہیں کیا ہوا، لہٰذا اُسے مسلک محمدیؐ کی صدا لگانی ہے (جس کے لئے صحیح تر اصطلاح شریعت محمدیؐ ہے) اور تمام مسلمانوں کو دعوت دینی ہے۔ شریعت محمدیؐ کے مطابق تمام زمین اللہ کی ہے اور مسلمان کے لئے مسجد کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا کسی زمینی عصبیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر برتری حاصل نہیں۔ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر فوقیت نہیں۔ گویا رنگ، نسل اور زبان یا کسی بھی نوع کی عصبیت کی پکار نہیں لگائی جاسکتی۔

پھر یہ کہ سیکولر سیاسی جماعتوں کی طرح دنیوی ساز و سامان اور عہدوں وغیرہ کے لالچ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اس لئے کہ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ انتخابات میں حصہ لینے پر بھی تنظیم نے خود پر پابندی لگا رکھی ہے۔ لہٰذا خالصتاً نفاذ دین کے لئے کسی جماعت سے منسلک ہونے کی دعوت دینا اور لوگوں کو اپنے ساتھ جمع کر کے بڑی جماعت بنا لینا دنیا کا مشکل ترین کام ہے، اگرچہ ناممکن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج 20 کروڑ میں سے دس ہزار سے کچھ زائد افراد کو اللہ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ تنظیم اسلامی کے رفقاء اور رفیقات کہلاتے اور کہلاتی ہیں۔ لیکن اس حقیقت کا بھی اعتراف کرنا چاہیے کہ مشکلات کی وجہ سے یا بعض دوسری وجوہات کی بنا پر بعض اطراف سے knocking کی اطلاعات آتی رہتی ہیں گویا وہاں ہچکچاہٹ اور تذبذب کی بہر حال کیفیت موجود ہے۔ ہماری رائے میں اس حوالہ سے مختلف لوگوں کی مختلف وجوہات ہیں۔ اگر رفقاء بُرا نہ مانیں تو ہم اس knocking کو مرض کا نام دیں گے اور ساتھ ساتھ علاج تجویز کرنے کی کوشش کریں گے۔ مثلاً بعض ساتھی جو بڑے پُرعزم طریقے سے تنظیم میں شامل ہوئے انہوں نے اقامت دین (یعنی دین کو عملاً قائم کر دینے) کو دینی اور شرعی فریضہ سمجھ لیا۔ حالانکہ ایک رفیق پر اقامت دین کی جدوجہد فرض ہے، اسلام کا بالفعل نفاذ کرنا اس کی ذمہ داری نہیں۔ ایسا رفیق جب زمینی حقائق پر نگاہ ڈالتا ہے اور حالات کی ناموافقت اس کے سامنے آتی ہے تو تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً یا تو سست روی کا شکار ہو جاتا ہے یا جلد بازی کا مظاہرہ کر کے انقلاب کے دنیوی ہدف کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کی فکر کرنے لگتا ہے، اور نتائج سے مایوسی کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اُسے اس بات کو ذہنی اور قلبی طور پر سمجھنا چاہیے کہ میرا فرض دین قائم کرنے کے لیے سرتوڑ جدوجہد کرنا ہے، مجھے تن من دھن لگانا ہے لیکن میرا اصلی ہدف رضائے الٰہی ہے اور کیا اللہ اپنی راہ میں مخلصانہ جدوجہد کو رد کرے گا۔ سورہ محمدؐ کی آیت نمبر 7 کا مطالعہ کریں، وہ تو اسے یعنی اللہ کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کو اپنی مدد قرار دیتا ہے۔ کیا وہ اپنی مدد کرنے والوں کو بھلا دے گا؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ گویا کامیابی کا امکان صدفی صد ہے تو تذبذب کیسا؟ معاشرے میں انقلاب آتا ہے یا نہیں آتا، یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اگلے لمحے یا مستقبل میں کیا ہونے والا ہے کوئی انسان عام مسلمان ہو یا تنظیم اسلامی کا رکن نہیں جانتا۔ یہ صرف اور صرف اللہ جانتا ہے۔ یہ اُس کا کام ہے، اُس پر چھوڑ دیں۔ آپ اپنا کام کریں، لوگوں کو اقامت دین کی جدوجہد کے لیے جمع ہونے اور تنظیم کے نظم سے جڑنے کی دعوت دیں، دیتے چلے جائیں اور دیتے چلے جائیں کہ یہی آپ کا فرض منصبی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے تو علامہ اقبال نے کہا تھا۔

اس دور میں سب مٹ جائیں گے ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

ضرورت اپنی راہ پر قائم رہنے کی اور ہٹ کا پکا ہونے کی ہے۔ لیکن یاد رکھیے، یہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ کی مدد کے حصول کے لئے دن کا شہسوار رہنے کے ساتھ ساتھ رات کا راہب بننا ہوگا۔ شیطان لعین سے اللہ کی پناہ حاصل کرنا ہوگی۔ دوسری بہت بڑی رکاوٹ حصول رزق کی مشکلات ہیں، اپنے اور اہل خانہ کی ضروریات دنیوی کی تکمیل ہے۔ یہ رکاوٹ اور مشکل یوں تو ہر دور میں رہی ہے لیکن آج بہت گھمبیر اور پیچیدہ ہوگئی ہے۔ اسے آسانی سے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر انسان یہ طے کرلے کہ وہ کسی تیسرے کام میں اپنا وقت ضائع نہیں کرے گا اور اپنے اوقات کا سختی سے احتساب کرے گا تو ہمارا ایمان ہے اور تجربہ بھی ہے کہ دینی اور تنظیمی امور کی انجام دہی کے لئے وقت نکل ہی آتا ہے اور جسے نہیں نکالنا اُسے تو پنج وقت نماز کے لئے بھی وقت نہیں ملتا۔ ضرورت عزم کی ہے۔ Commitment قلبی، ذہنی اور روحانی ہو تو اللہ آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا، مشکل ضرور ہوتا ہے۔ صرف آپ کا امتحان درکار ہے۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے: ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾﴾ (المومن) لہٰذا اس پر ہمارا پختہ یقین ہونا چاہیے۔ رفقاء گرامی! یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اللہ کا کام کریں اور اللہ آپ کا کام نہ کرے۔ لہٰذا آیئے یہ طے کریں کہ جس دعوت کو ہم نے حق جانا اُسے دوسروں تک لازماً پہنچائیں گے۔ اسلامی انقلاب کے لئے quality اور quantity دونوں کی ضرورت ہے۔ اپنی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں، کچھ نہ کچھ آپ کو ضرور مل جائیں گے، انسان فراہم ہوتے رہیں گے تو قافلہ بنتا اور بڑھتا چلا جائے گا۔ اسی پر ہماری، آپ کی اور اس اُمت کی زندگی کا دارومدار ہے۔ زندگی تو بہر حال گزر ہی جائے گی، اصل بات یہ ہے کہ اس پر ہم سب کی آخرت کا انحصار ہے، جس کی ابتدا ہے انتہا نہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

آئیے! اپنے اُخروی انجام کی فکر کریں!

(سورۃ القیامہ کی ابتدائی آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 26 جنوری 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! جمعہ کے دن کی اسلامی معاشرت میں خاص اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ ایک ایسا فورم ہے جو مسلمانوں کی تربیت اور تذکیر کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے خطبات جمعہ قرآن ہی کی تعلیم پر مشتمل ہوتے تھے اور ان میں بالخصوص تذکیری موضوعات زیادہ ہوتے تھے۔ سورۃ القیامہ بھی تذکیری نوعیت کی سورت ہے، جس کا آج ہم ان شاء اللہ تذکیری حوالے سے ہی مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ①﴾ ''نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔''

مشرکین عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے لیکن ان میں اڑھائی ہزار سال سے کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ جس کی وجہ سے دین ابراہیم جو دین توحید تھا بگڑتے بگڑتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب حضور ﷺ کی بعثت ہو رہی تھی تو مشرکین عرب نے بیت اللہ کے اندر 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح ان کے ذہن سے آخرت کا تصور بھی بالکل محو ہو گیا تھا۔ لہٰذا ان کی اکثریت آخرت کا ڈھٹائی کے ساتھ انکار کرتی تھی۔ اگرچہ یہاں بھی انہوں نے چور دروازہ رکھا ہوا تھا کہ اگر حشر کا سامنا ہوا بھی تو جن فرشتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ ہمیں بچا لیں گے۔ لیکن آنحضور ﷺ جب قیامت کی خبر دیتے تھے تو مشرکین سختی سے تردید کرتے تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں:

﴿اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ㉟﴾ ''کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم (پھر سے) نکال لیے جاؤ گے؟'' (المومنون)

مشرکین حضور ﷺ سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ﷺ کی یہ بات درست ہے تو آپ تجربے کے طور پر ہمارے آباء واجداد کو زندہ کر کے دکھاؤ یا اگر اللہ نے دوبارہ زندہ کرنا ہے تو ابھی تک کا ایک آدھ نمونہ دکھا دو تو ہم مانیں گے۔ قرآن مجید میں دو جگہ ان کی یہ ڈیمانڈ نقل ہوئی ہے۔ قرآن نے اپنے انداز سے اس کا جواب دیا ہے کہ:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ①﴾ ''نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔''

یہاں پر قیامت ہی کے دن کی قسم کھا کر کہا گیا کہ تمہارے تصورات بالکل غلط ہیں۔ اس میں بظاہر کوئی عقلی

مرتب: ابو ابراھیم

دلیل نظر نہیں آتی لیکن اگلی آیت اس کے ساتھ مل کر ایک ناقابل تردید دلیل پیش کر رہی ہے:

﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ②﴾ ''اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی۔''

قسم گواہی کے لیے ہے اور ہر انسان کے اندر موجود نفس لوامہ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ قیامت ہوگی۔ یہ نفس لوامہ وہی چیز ہے جس کو ہم ضمیر کہتے ہیں۔ ہر شخص کے اندر خیر وشر میں امتیاز کا شعور رکھ دیا گیا ہے جو کہ جانوروں میں نہیں ہے۔ مگر انسان جانتا ہے کہ کسی کا حق چھین لینا برائی ہے۔ جھوٹ بولنا غلط ہے اور سچ بولنا ایک اعلیٰ قدر ہے۔ دوسروں کے لیے مال خرچ کرنے میں انسان کو اندر سے راحت محسوس ہوتی ہے اور کسی کا مال غصب کرنے سے اگرچہ مال تو مل جاتا ہے مگر اندر سے ضمیر کچوکے لگا رہا ہوتا ہے کہ تم نے یہ غلط کیا ہے۔ لہٰذا قیامت کے وقوع پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انسان کے اندر بھی ایک بتانے والا بیٹھا ہوا ہے کہ آپ ٹھیک کر رہے ہیں یا غلط کر رہے ہیں اور اگر اس کے اندر معنویت ہے تو اس کے نتیجے میں لازماً انسان کو کوئی نہ کوئی سزا یا جزا مل کر رہے گی۔ ورنہ نیکی اور بدی کا یہ تصور بے معنی ہو جاتا ہے۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ③﴾ ''کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے؟''

جب مٹی میں مل کر ہماری ہڈیاں بھی چور چور ہو جائیں گی، ہمارے سیلز بھی اسی زمین میں تحلیل ہو جائیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دوبارہ ہمیں زندہ کیا جائے۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو چیلنج کرنے والا سوال تھا جس پر جواب بھی اسی انداز میں دیا گیا:

﴿بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ④﴾ ''کیوں نہیں! ہم تو پوری طرح قادر ہیں اس پر بھی کہ ہم اس کی ایک ایک پور درست کر دیں۔''

یہاں قرآن نے جس چیز کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے شاید اس وقت لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ اس میں کتنی معنویت ہے۔ آج ہمیں فنگر پرنٹس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ایک انسان کے فنگر پرنٹس کسی بھی دوسرے انسان سے نہیں ملتے۔ اس وقت دنیا میں سات ارب انسان ہیں، اس سے کہیں زیادہ پیوند خاک ہو چکے ہیں اور ابھی کتنے انسان اور پیدا ہونے ہیں، کسی کو نہیں معلوم مگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ ان سب کو دوبارہ زندہ کر کے ان کی پور پور تک کو پہلے کی طرح درست کر دے۔

﴿بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤﴾ ''بلکہ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ فسق وفجور آگے بھی جاری رکھے۔''

مشرکین کا آخرت سے انکار تو ایک بہانہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ وہ من چاہی زندگی چھوڑنا نہیں چاہتے، وہ چاہتے ہیں کہ فسق و فجور اور عیاشی میں اسی طرح غرق رہیں، گناہ کے کام کرتے رہیں۔ ظاہر ہے اگر جزاوسزا کے تصور کو مان لیں گے تو پھر حرام خوری، بدکاری چھوڑنی پڑے گی، غلط کام چھوڑنے پڑیں گے۔ پھر اپنی من مانی زندگی نہیں گزار سکتے، پھر تو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانون کے مطابق ہی چلنا پڑے گا۔ جیسا کہ حضورﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ))''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے''

اللہ کے رسولﷺ نے اس حقیقت کو بہت حکیمانہ انداز میں واضح کیا کہ مومن کی زندگی پابند زندگی ہوتی ہے جبکہ جو اللہ کو، آخرت کو نہ مانے تو اس کے لیے کوئی پابندی اور کوئی حدود و قیود نہیں۔ وہ جو چاہے کرے، اس کے نزدیک حلال و حرام اور جائز و ناجائز کوئی مسئلہ ہی نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ ڈر ہوگا کہ دنیا کے قانون کی زد میں نہ آجاؤں۔ جبکہ آخرت کے ڈر اور اس کے نتیجے میں گناہوں کو چھوڑنے اور نیک کام کرنے سے وہ آزاد ہے۔ لیکن یہی دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے کیونکہ اسے قدم قدم پر حدود و قیود کا پابند رہنا ہے۔ چنانچہ ان حدود و قیود سے بچنے کے لیے مشرکین آخرت کا ہی انکار کردیتے ہیں۔

﴿یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ⑥﴾ ''وہ پوچھتا ہے: کب آئے گا قیامت کا دن؟''

جب مضبوط دلیل سامنے آگئی کہ خود تمہارا ضمیر تمہیں بتا رہا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے جس کے نتیجے میں لازماً جزاوسزا کا معاملہ ہوگا ورنہ خیر اور شر کی تمیز اور یہ ضمیر بالکل بے معنی شے ہے، تو اس مضبوط دلیل کو وہ رد تو نہیں کر سکتے لیکن اس کو نظر انداز کرنے کے لیے پھر ڈھٹائی سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کب آئے گی قیامت! یہ مطالبہ مشرکین بار بار حضورﷺ سے کرتے تھے جس کا نبی اکرمﷺ ایک ہی جواب دیتے تھے کہ یہ فیصلہ اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ تم صرف یہ جان لو کہ وہ وقت آکر رہنا ہے بالکل اسی طرح جس طرح ہر شخص چاہے دنیا میں جتنی بھی من مانی کرلے مگر آخر اس کو موت نے آلینا ہے۔ چنانچہ قرآن نے بھی انہیں اسی انداز میں جواب دیا:

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ⑦﴾ ''پس جب نگاہیں چندھیا جائیں گی۔''

﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ ⑧﴾ ''اور چاند بے نور ہو جائے گا۔''

﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ⑨﴾ ''اور سورج اور چاند یکجا کر دیے جائیں گے۔''

﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ⑩﴾ ''اُس دن انسان کہے گا: کہاں ہے کوئی بھاگ جانے کی جگہ؟''

لفظ قیامت دراصل قیام سے ہے جس کا مطلب ہے دوبارہ اُٹھ کھڑا ہونا۔ پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو یہ ساری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ دوبارہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام انسان اُٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے:

﴿قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتة هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾﴾ ''وہ کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہمیں کس نے اُٹھا دیا ہماری قبروں سے؟ (پھر خود ہی کہیں گے:) ارے یہ تو وہی (دن) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔'' (یٰسین: 52)

پھر جب حساب و کتاب کا سخت مرحلہ شروع ہوگا تو انسان کہے گا کہ ہے کوئی راہ فرار کی جگہ جہاں میں بھاگ جاؤں، یعنی اللہ کے سامنے حاضر ہونے سے بچ جاؤں۔

﴿کَلَّا لَا وَزَرَ ⑪﴾ ''(کہا جائے گا:) ہرگز نہیں، کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔''

﴿اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ نِالْمُسْتَقَرُّ ⑫﴾ ''اس روز تمہارے ربّ ہی کے حضور میں جا کر کھڑے ہونا ہے۔''

اصل میں تو دنیا میں آنا بھی انسان کے بس میں نہیں تھا مگر یہاں اس حقیقت کو بھول کر من مانی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر اب وہ کہے میں دوبارہ اُٹھوں گا ہی نہیں تو یہ آپشن بھی کسی کے پاس نہیں ہوگا۔

﴿یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ⑬﴾

پریس ریلیز 2 فروری 2018ء

مملکت خداداد پاکستان میں توہینِ دین کی کوئی سزا نہیں

میڈیا میں عریانی اور فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے لیکن حکومت اور نہ ہی عدالت کوئی نوٹس لے رہی ہے

اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں شریعت محمدیﷺ کا نفاذ نہ کرنا دین اسلام کی صریحاً توہین ہے

حافظ عاکف سعید

مملکت خداداد پاکستان میں توہینِ دین کی کوئی سزا نہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے سینیٹر نہال ہاشمی کو توہین عدالت میں سزا ہوئی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہر قانون شکن کو وہ سماجی رتبہ کے لحاظ سے بڑا ہو یا چھوٹا سزا ملنی چاہیے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسی آئین میں درج اس شق کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں کہ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی اور ملک میں بہت سے قوانین خلاف شریعت بنائے گئے ہیں لیکن عدلیہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ میڈیا میں عریانی اور فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے لیکن حکومت اور نہ ہی عدالت کوئی نوٹس لے رہی ہے۔ اسلام نے سود کو حرام مطلق قرار دیا ہے لیکن ساری حکومت سودی معیشت پر چل رہی ہے۔ شرعی عدالت اور اُس کے ججز کو سپریم کورٹ سے کم تر درجہ دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اُس میں شریعت محمدیؐ کا نفاذ نہ کرنا سنگین جرم ہے جس کی مرتکب ماضی کی حکومتیں اور عدالتیں بھی ہوئی ہیں اور موجودہ ادارے بھی اس طرف کسی قسم کی پیش رفت کرنے کو تیار نہیں جو دین اسلام کی صریحاً توہین ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

''جتلا دیا جائے گا انسان کو اُس دن جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہوگا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہوگا۔''

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾﴾ ''بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے۔''

﴿وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾﴾ ''اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔''

یہ بھی بڑی عجیب حقیقت ہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر شخص کا مکمل ریکارڈ محفوظ ہے مگر ہر انسان کو خود بھی پتا ہوگا کہ وہ کیا کر کے آیا ہے اور اب اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔جیسے رزلٹ والے دن سکول کے بچوں میں سے کچھ افسردہ ہوتے ہیں اور کچھ ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔اس لیے کہ انہیں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امتحان میں کیا کر کے آئے ہیں۔

آگے جو آیات آرہی ہیں ان کا تعلق بظاہر سورت کے مضمون سے تو نہیں جڑ رہا لیکن ایک خاص وجہ سے ان کو یہاں لایا گیا ہے۔حضور ﷺ پر جب وحی آتی تھی تو آپ ﷺ جلدی جلدی اس کو یاد کرنے کی کوشش کرتے تھے۔یہ وحی کبھی مختصر بھی ہوتی تھی اور کبھی بہت طویل بھی۔جیسے بعض روایات کے مطابق سورۃ الانعام ایک ہی نشست میں نازل ہوئی ہے۔اب 20 رکوعوں پر مشتمل سورت کو فوراً یاد کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ فوراً اس وحی کو دہراتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائے۔اس پر آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ ﷺ کے سینے میں اس کو محفوظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾﴾ ''آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔''

﴿اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾﴾ ''اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔''

لہٰذا کوئی بھی شخص اب یہ اشکال پیش نہیں کر سکتا کہ شاید کچھ وحی حضور ﷺ کے حافظے سے محو ہوگئی ہو، اس لیے کہ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور اسی کی گواہی معتبر ہے۔

﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾﴾ ''پھر جب ہم اسے پڑھوا دیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کیجیے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ ﷺ کو وحی سنا رہا ہے اور آپ ﷺ کے قلب مبارک پر نازل کر رہا ہے۔

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ﴿۱۹﴾﴾ ''پھر ہمارے ہی ذمے ہے اس کو واضح کر دینا بھی۔''

چونکہ یہ بہت بھاری ذمہ داری تھی اس لیے حضور ﷺ کو خدشہ رہتا تھا کہ کہیں کوئی لفظ چھوٹ نہ جائے لہٰذا جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے مشقت کرتے تھے۔لیکن اللہ نے منع کر دیا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ سارا کام ہمارے ذمے ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾﴾ ''ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو۔''

﴿وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾﴾ ''اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔''

دنیا عاجلہ ہے یعنی فوراً اور نقد مل جانے والی چیز ہے جبکہ آخرت ادھار کا سودا ہے۔آج ماشاء اللہ اس زمین پر دو ارب سے زائد مسلمان بستے ہیں۔یہ سب اللہ کو بھی مانتے ہیں، آخرت کو بھی، قرآن مجید کو بھی، رسالت پر بھی یقین ہے مگر یہ سب زبانی ہے، حقیقت کے اعتبار سے نہیں مانتے۔الا ماشاء اللہ۔ہمارا سارا زور، ساری صلاحیتیں، ساری بھاگ دوڑ دنیا کے لیے ہے، آخرت کے لیے نہیں ہے اور جو نام نہاد دانشور ہیں وہ جب ایک خاص لیول پر پہنچ جاتے ہیں تو پھر زبانی طور پر بھی آخرت کا انکار کرنا اور مذاق اُڑانا شروع کر دیتے ہیں۔کیونکہ آج کل دانشمندی اسی کو سمجھ لیا گیا ہے کہ Eat, drink and be merry۔دوسرے لفظوں میں دنیا کی کامیابی کو اصل کامیابی سمجھ لیا گیا ہے۔جبکہ جو آخرت کی کامیابی کی بات کرتا ہے تو اسے شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ کہیں یہ نفسیاتی مریض تو نہیں بن گیا۔گویا حقیقت میں ہم عملاً آخرت کے منکر ہیں۔الا ماشاء اللہ۔

﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾﴾ ''بہت سے چہرے اُس دن تر و تازہ ہوں گے۔''

﴿اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾﴾ ''اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

﴿وَوُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾﴾ ''اور بہت سے چہرے اُس روز اُترے ہوئے ہوں گے۔''

یہ میدان حشر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔جنہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی وفاداری میں زندگی گزاری ہوگی اور دین کے تقاضوں کے لیے قربانیاں دی ہوں گی وہ وہاں خوش و خرم ہوں گے۔لیکن جنہوں نے آخرت سے منہ موڑ کر دنیا کو ہی اصل زندگی سمجھ لیا تھا انہیں اپنا انجام نظر آرہا ہوگا۔

﴿تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾﴾ ''ان کو یقین ہوگا کہ اب ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہونے والا ہے۔''

دنیا میں کوئی کتنا ہی باصلاحیت اور باثروت کیوں نہ ہو اس نے دنیا سے ایک دن جانا ہے۔فرمایا:

﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴿۲۶﴾﴾ ''ہرگز نہیں! جب کہ جان آ کر پھنس جاتی ہے ہنسلیوں میں۔''

﴿وَقِیْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾﴾ ''اور کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟''

جب جان قبض ہو رہی ہوتی ہے تو عزیز رشتہ دار بھی وہ منظر دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے۔تمام تر ڈاکٹری نسخے بھی جب بے کار ہو جاتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہو جو اس کی موت کو ٹال دے۔مگر اب تمام حیلے دم توڑ جاتے ہیں۔

﴿وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾﴾ ''اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔''

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾﴾ ''اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔''

﴿اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَىٕذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾﴾ ''اُس دن تو تیرے رب ہی کی طرف دھکیلے جانا ہے۔''

جس طرح دنیا میں آنا انسان کے اختیار میں نہیں تھا اسی طرح موت کا وقت آتے ہی اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔اب سارا اختیار اللہ کا ہی ہوگا۔بندہ اگر چاہے گا بھی تو کچھ نہیں ہو سکے گا۔جانا ہر حال میں اللہ کی طرف ہی ہو گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی فکر عطا کرے۔حضور ﷺ کا ایک فرمان بھی ہے: ((اکثروا ذکر ھاذم اللذات)) ''لذتوں کو توڑنے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' (ترمذی)

یعنی دنیا میں رہتے ہوئے موت کو ہمیشہ یاد رکھا جائے تاکہ بندہ صراط مستقیم پر رہے۔اس کی دعا تو ہم نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں کہ:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝﴾ ''(اے رب ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔''

یعنی ایسا راستہ جس پر چل کر ہم آخرت کی دائمی کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کی شکل میں اعلیٰ ترین گائیڈ بک بھی عطا کر دی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں اعلیٰ ترین معلم بھی عطا کر دیے تاکہ ہم جس امتحان سے گزر رہے ہیں اس میں ناکامی سے بچ سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن و سنت کی راہنمائی میں زندگی گزاریں اور اس امتحان میں کامیاب قرار پائیں۔آمین! ❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دراسرارِ شریعت 6

28 تخت جم پوشیدہ زیر بوریا است — فقر و شاہی از مقاماتِ رضا ست

اللہ تعالیٰ کی رضا مل جائے تو تختِ جم بوریا کے نیچے چھپا ہوا مل جاتا ہے فقر اور شاہی دونوں اسی تسلیم ورضا کے مقامات میں سے ہیں

29 حکم سلطاں گیر و از حکمش منال — روزِ میداں نیست روزِ قیل و قال

(شریعت کے پابند) سلطان کے حکم کی اطاعت کر اور اس کے حکم سے نالاں نہ ہو میدانِ کارزار کا دن قیل وقال کا دن نہیں ہوتا

30 تا توانی گردن از حکمش مپیچ — تا نہ پیچید گردن از حکم تو ہیچ

(اولی الامر کی اطاعت یہ ہے کہ) جب تک تجھ سے ہو سکے اس (نظم بالا) کے حکم سے گردن نہ پھیر تا کہ کوئی اور (نظم زیریں) تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے

31 از شریعت اَحسَن التَّقوِیم شو — وارثِ ایمانِ ابراہیم علیہ السلام شو

شریعت احسن التقویم انسان کے لیے ہے لہٰذا اس پر عمل کر کے احسن تقویم ہونا ثابت کرو اور یوں (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے ایمان (ودین) کے وارث بن جاؤ

32 پس طریقت چیست اے والا صفات — شرع را دیدن بہ اعماقِ حیات

اے اعلیٰ صفات والے انسان! (جانتے ہو) طریقت کیا ہے؟ شریعت کو زندگی کی گہرائیوں یعنی باطن کی گہرائیوں اور روح وضمیر کی نگاہ سے دیکھنا ہے

33 فاش می خواہی اگر اسرارِ دیں — جز بہ اعماقِ ضمیر خود مبیں

(اے شریعت کے ماننے والے انسان!) اگر اسرار دین کو واضح اور سامنے دیکھنا چاہتا ہے تو اپنے ضمیر کی گہرائیوں (دل کی آنکھ) کے علاوہ کہیں مت دیکھ

28۔ خداشناسی کے راستے پر انسان کا مقصد حیات رضائے الٰہی ہو تو حکمرانی اور شہنشاہی بوریے اور مُصلّے کے نیچے ملتی ہے۔ خود اختیاری سادگی اور فقر مسلمان حکمرانوں کا طرۂ امتیاز تھا اور آج بھی دنیا کو ارب پتی بادشاہ، ارب پتی شہزادوں کی نہیں عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم جیسے درویش حکمرانوں کی ضرورت ہے۔ فقیری اور بادشاہی سلوک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات ہیں (اللہ تعالیٰ عالم اسلام کے آج کے مسلمان حکمرانوں کو بھی سلوک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حصہ عطا فرمادے، آمین)

29۔ حکمران، خداشناس اور اللہ کا بندہ ہو، درویش ہو، کرپٹ نہ ہو تو ایسے حکمران کی اطاعت مسلمان عوام پر لازم ہے۔ مسلمانو! ایسے حکمرانوں کی اطاعت کرو اور ان سے بدعہدی نہ کرو اور ان کے احکام پر شکوہ نہ کرو (اور کرپٹ حکمرانوں کا کہنا نہ مانو اور ان کے خلاف کھڑے ہو جاؤ اور ان کی جگہ درویش حکمران لا کر بٹھادو) خدا خوفی کے ساتھ حکمرانی ابلیسی عالمی طاقتوں سے ایک مسلسل جنگ کا نام ہے اور جنگ کی حالت میں (جنگ کی ایمرجنسی میں) ایسے خداترس حکمرانوں کی اطاعت کرو اور اسلامی انقلاب کا نمونہ دنیا کو دکھادو۔ حالت جنگ میں قیل وقال بحث ومباحثہ کا وقت نہیں ہوتا۔

30۔ جہاں تک ممکن ہو اے مسلمان! ایسے درویش حکمرانوں کے احکام سے سرتابی نہ کرو اور ان کی اطاعت کا قلادہ گردن میں ڈالے رکھو تا کہ دوسرے لوگ جو تمہارے ماتحت ہیں وہ اسی طرح تمہاری اطاعت کرتے رہیں۔ یہ اطاعت کی ایک سیڑھی یا CHAIN OF COMMAND ہے اور یہی درویشی کی حکمرانی کا حسن ہے۔

31۔ شریعت اور آسمانی ہدایت حقیقی انسان یعنی 'احسن تقویم' انسان کے لیے ہے اور شریعت احسن تقویم کے مزاج اور فطرت کا دوسرا نام ہے۔ تم شریعت کے مطابق زندگی گزارو اور اس سے سرتابی نہ کرو تم 'احسن تقویم' کے مقام پر ہو گے اور یوں تم اپنے جد ابراہیم علیہ السلام کے ایمان و دین کے وارث قرار پاؤ گے۔

32۔ اے اعلیٰ انسانی صفات کے حامل انسان! احسن تقویم انسان بننے کا طریق کیا ہے؟ آؤ اس طریقت کی حقیقت جانو، احکام شریعت کو دل کی گہرائیوں سے دیکھو۔ خود ایثار کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور رضائے الٰہی کے لئے کام کرنا ہی طریقت کے معنی ہیں۔ آؤ اسلام کو غالب کر کے دنیا کو اس دین کے احکام کا عملاً نمونہ دکھا دو۔ صرف چند لوگوں کو حجرے میں جمع کر کے اچھا کردار دکھانا اور ہے اور پورے ملک میں اس کردار کی ضیاپاشیاں کرنا یہ کردار صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

33۔ اے مسلمان! اے خدا کی رضا کے طالب انسان! اگر چاہتے ہو کہ میں تمہیں دین کے اسرار اور اندرونی باتیں کھل کر سرعام بتادوں تو سنو! اپنے ضمیر کی گہرائیوں یعنی دل کی آنکھ سے دیکھنا سیکھو اور اسی کی روشنی میں اللہ کے احکام کو روئے ارضی پر نافذ کردو۔

میڈیا کے ذریعے جس طرح فحاشی اور عریانی کا طوفان آیا ہوا ہے اس کو انفرادی طور پر کوئی بھی نہیں روک سکتا جب تک کہ ریاست کی سطح پر اس کے خلاف اقدامات نہ ہوں اور ریاست تب ہی متحرک ہوگی جب اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیا ہوا نظام نافذ ہوگا: حافظ عاکف سعید

این جی اوز کا ایجنڈا ہے کہ عورت کو پہلے اتنا مادر پدر آزاد کر دیا جائے کہ حیا جاتی رہے اور جب میدان ہموار ہو جائے تو پھر جنسی تعلیم کو یہاں درآمد کر لیا جائے تا کہ سیکس ایجوکیشن نے جو رنگ یورپ میں دکھایا ہے اس کے اثرات یہاں بھی نظر آئیں: ایوب بیگ مرزا

اسلام اور جنسی تعلیم کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: قصور واقعہ کے بعد بعض حلقوں کی جانب سے سیکس ایجوکیشن پر زور دیا جا رہا ہے۔ آپ بتائیے کہ اسلام سیکس ایجوکیشن کی کس حد تک اجازت دیتا ہے؟

حافظ عاکف سعید: دیکھیے! ہمارے ہاں سیکس ایجوکیشن کا لفظ زیادہ استعمال ہو رہا ہے جبکہ ہمارے دین میں راہنمائی پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور راہنمائی کی بہترین شکل تربیت ہے۔ بچوں کی تربیت اس حوالے سے بہت ضروری ہے لیکن اس کی اصل ذمہ داری والدین کی ہے کہ جیسے ہی بچہ بالغ ہونے کے قریب ہو تو اُس کی اس حوالے سے تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ اسلام میں ہمیں ایک اصولی چیز ملتی ہے کہ کفار نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک یہ اعتراض رکھا کہ آپ کے نبی تو آپ کو بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ان سے کہہ دو کہ ہمارے نبیؐ ہمیں طہارت اور استنجے وغیرہ کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ ہمارے دین میں زندگی کے ہر گوشے کے حوالے سے تفصیلی راہنمائی دی گئی ہے۔ اس کی روشنی میں والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی ہر لحاظ سے تربیت کریں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک زمانے میں تعلیم الاسلام کے نام سے بچوں کے لیے بنیادی دینی راہنمائی اور ہدایت کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا جو چار حصوں پر مشتمل تھا۔ بچے کو سکول جانے سے پہلے تعلیم الاسلام کے یہ چار حصے پڑھائے جاتے تھے۔ ان میں کلمہ سے لے کر نماز، روزے کے مسائل، وضو کا طریقہ، طہارت کا طریقہ، دین کے اوامر و نواہی کے متعلق مکمل راہنمائی تھی۔ پہلے بچہ وہ پڑھتا تھا اور اس کے بعد اس کو سکول بھیجا جاتا تھا۔ اسی طرح ہمارے سامنے حضور ﷺ کا یہ فرمان رہنا چاہیے کہ: ”علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے“۔ وہ علم اصل میں علمِ دین ہی ہے جو زندگی کے ہر گوشے میں راہنمائی دیتا ہے۔ لہٰذا جیسے جیسے بچے کی عمر بڑھتی ہے اور وہ بلوغت کی حد پار کرتا ہے تو دین میں اس حوالے سے جو راہنمائی موجود ہے اس کو ساتھ ساتھ apply کیا جانا چاہیے۔ جبکہ آج کل عام رواج یہ ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم دینے کی ضرورت اگر محسوس ہوتی بھی ہے تو ناظرہ قرآن پڑھانے کے لیے مولوی صاحب کو بلا لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ قرآن و سنت میں انسان

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے لیے کیا راہنمائی ہے۔ لہٰذا محض ناظرہ قرآن پڑھانے سے نہ دینی علم حاصل ہو رہا ہے اور نہ تربیت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ساری توجہ دنیوی تعلیم پر ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ کا یہ واضح فرمان ہے کہ: ”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی“۔ (بخاری)

حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ والدین سے بھی پوچھا جائے گا کہ اولاد کی ہر لحاظ سے تربیت کے لیے دینی تعلیم دی تھی یا نہیں؟ اس حوالے سے اصل بات یہ بھی مدنظر رہنی چاہیے کہ ہمارا جو فلسفہ حیات ہے اور تمام انبیاء و رسل نے زندگی کا جو مقصد بیان کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہمیں اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے، دارالجزاء نہیں۔ یہ موج میلا لوٹنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس کائنات کا جو رب ہے اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور اسے خیر و شر کی تمیز بھی دی۔ ضمیر کی شکل میں نفس لوامہ بھی عطا کیا جو اندر سے آگاہی دیتا رہتا ہے۔ جب انسان کوئی غلط کام کرتا ہے جو خلاف فطرت ہو تو وہ خود محسوس کرتا ہے کہ اس کا اندر اس کا ساتھ نہیں دے رہا۔ یہ ضمیر کی آواز ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس امتحان میں ہماری سہولت کے لیے ایک لاکھ سے زائد انبیاء اور تین سو سے زائد رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل کیں اور ان کے ذریعے نوع انسانی کو بتایا گیا کہ تم دارالامتحان میں ہو لہٰذا اس طریقے کی زندگی گزارو گے تو ابدی زندگی میں کامیاب ہو گے، اس سے مختلف زندگی گزارو گے تو بہت بڑے عذاب سے بھرپور دائمی ناکامی تمہارا مقدر بنے گی۔ اسی آسمانی ہدایت میں یہ بھی بتایا گیا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے اور اس کا انسان کو پٹڑی سے اُتارنے کے لیے سب سے بڑا حربہ فحاشی و عریانی ہے۔

﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ١٦٨﴾ ”اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“ ﴿اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ﴾ ”وہ (شیطان) تو بس تمہیں بدی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے“ (البقرہ: 168، 169)

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ﴾ ”شیطان تمہیں فقر کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔“ (البقرہ: 268)

صاف لفظوں میں فحاشی انسان کی عاقبت کو برباد کرنے والا راستہ ہے۔ لہٰذا ہمارے دین میں فحاشی و عریانی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں ہمارا دین پاکیزہ زندگی کی بہت زیادہ تلقین کرتا ہے۔ جبکہ اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں سمیت پوری نوع انسانی کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہے اور ہم سب بالکل شیطان کے اس نقش قدم پر چلے جا رہے ہیں جس پر وہ ہمیں چلانا چاہتا ہے اور یہی آج کا سب سے بڑا المیہ ہے۔

ایوب بیگ مرزا : آپ کو معلوم ہے کہ آدم وابلیس کا قصہ قرآن پاک میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے۔اس میں ابلیس انہیں ورغلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ اس درخت کا پھل کھایا جائے جس سے اللہ نے روکا تھا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے ستر ایک دوسرے پر عیاں ہو گئے۔ تب فوری طور پر آدم وحوا نے جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانپنے کی کوشش کی۔اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں شرم وحیا ودیعت کی ہے۔لہٰذا بے شرمی اور بے حیائی کے کام وہی کرتے ہیں اور وہی عریانی وفحاشی پھیلاتے ہیں جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہو۔چنانچہ شیطان کا اوّلین حملہ یہی ہے کہ شرم وحیا کو ختم کیا جائے۔لہٰذا سیکس ایجوکیشن بھی فطرت کو مسخ کرنے یعنی شروم حیا کو ختم کرنے کی ایک کوشش ہے۔

سوال: مغرب جس سیکس ایجوکیشن کی بات کرتا ہے کیا اس سے خود مغرب میں حالات بہتر ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا : یورپ میں جنسی تعلیم سب سے پہلے 80 کی دہائی میں سکنڈے نیوین ممالک میں شروع ہوئی۔لیکن اس کے بعد وہاں عورتوں اور بچوں سے جنسی زیادتی کی شرح میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ جنسی تعلیم میں یہ نہیں سکھایا جاتا تھا کہ ناجائز جنسی تعلق قائم کرنا غلط کام ہے یا بہت بڑا جرم ہے بلکہ بجائے اس کے انہیں اس کے لیے احتیاطی تدابیر بتائی جاتی تھیں کہ اس وجہ سے جو نقصانات ہو سکتے ہیں ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔یعنی حمل کو کیسے روکا جائے وغیرہ۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ مغرب میں ریپ (زنا بالجبر) کو بہت بڑا جرم قرار دیا جاتا ہے۔حتیٰ کہ اگر شوہر بھی اپنی بیوی کی مرضی کے بغیر اس کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرے تو وہ بھی ریپ کہلائے گا۔لیکن باہمی رضامندی سے زنا وہاں کوئی جرم نہیں ہے۔حتیٰ کہ دو مرد یا دو عورتیں باہمی رضامندی سے شادی کر لیں تو وہ بھی جرم نہیں ہے۔کبھی مغرب اور امریکہ میں جنسی تعلیم سیکنڈری سکول سے شروع ہوتی تھی لیکن اب وہاں یہ پرائمری کے بعد شروع کی جاتی ہے۔اس کے باجود آپ یہ دیکھیں کہ والدین وہاں یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ ہمارے بچوں کو یہ کیا سکھایا جا رہا ہے؟ اس لیے کہ وہاں بچوں کی ownership والدین کی بجائے ریاست کے پاس ہوتی ہے اور ریاست جو چاہے انہیں سکھائے، کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں ہوتی۔اسی لیے اگر والدین بچے کو تھپڑ رسید کر دیں تو بچہ پولیس کو فون کر دیتا ہے۔اس اونرشپ کی وجہ سے وہاں بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہوا ہے۔اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ یورپ میں سیکنڈری تعلیم تک پہنچتے پہنچتے 99 فیصد طلبہ وطالبات جنسی تعلق سے گزر چکے ہوتے ہیں۔چنانچہ جنسی تعلیم کا سارا نچوڑ وہاں پر یہ ہے کہ جبراً کسی کے ساتھ جنسی زیادتی کرنا سنگین جرم ہے جبکہ باہمی رضامندی سے آپ جو چاہیں کریں۔لیکن اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ مغرب میں جو لوگ جبراً جنسی تعلق سے بچنے کی تعلیم دیتے تھے، جن میں اساتذہ، اینکر پرسنز، کئی سیاستدان اور پارلیمنٹ کے ممبران بھی شامل ہیں، وہ خود بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات میں پکڑے گئے۔ حالانکہ بچوں سے جنسی زیادتی وہاں پر ہر صورت میں جرم ہے۔ جبر کے معاملے میں تضاد آپ دیکھیے کہ لندن میں سکارٹ لینڈ یارڈ نے ایک آپریشن کیا جس کا نام آپریشن ''فرن برج'' تھا۔اس میں انہیں معلوم ہوا کہ دنیا بھر سے عورتیں سمگل کر کے لائی جاتی ہیں اور لندن میں ایک جگہ مساج سینٹرز میں ان سے جنسی دھندہ کروایا جاتا ہے۔ یہ اتنا بڑا تضاد ہے کہ ایک طرف وہاں جبراً جنسی زیادتی جرم ہے اور دوسری طرف عورتوں کو جنسی دھندے کے لیے سمگل کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا سیکس ایجوکیشن شیطانی ترغیبات پر چلنے ولی بات نہیں ہے؟

حافظ عاکف سعید: بالکل یہ ساری کی ساری شیطانی ترغیبات ہی تو ہیں۔سیکس ایجوکیشن کا ایک بہت اہم جز یہ ہے کہ اگر مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ باہمی رضامندی سے اپنی خواہش پوری کرے تو اس کو بُرا نہ سمجھا جائے۔یعنی قوم لوط کو جس لعنتی کام کی وجہ سے عبرت ناک سزا دی گئی تھی جنسی تعلیم کے ذریعے اس لعنت کو لوگوں کے لیے قابل قبول بنایا جا رہا ہے۔اب اس کے خلاف بات کرنا جرم ہوگا۔ علامہ اقبال نے بہت پہلے یہ کہہ دیا تھا کہ مغرب میں جنسی بے راہ روی کا جو طوفان آیا ہوا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے ؟
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

انسان کو پٹڑی سے اُتار کر اس کی عاقبت یعنی اصل زندگی کو برباد کرنے کا شیطان کا سب سے بڑا اور سب سے آسان حربہ یہی فحاشی وعریانی ہے۔دنیا کی تہذیبوں میں بھی جہاں جنسی بے راہ روی بڑھی ہے وہ تہذیب تباہ وبرباد ہوئی ہے۔مغرب میں بھی فطرت سے بغاوت اور دین ومذہب سے انکار پر مبنی جو مادہ پرستانہ سوچ جنم لے رہی تھی اس کے بارے میں اقبال نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکان نہیں ہے!
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِکم عیار ہوگا!
تمہاری تہذیب اپنی خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی!
جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا!

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مغرب میں بھی جو لوگ سمجھنے والے ہیں وہ شدید پریشانی میں ہیں کیونکہ انہیں محسوس ہو رہا ہے کہ ان کی تہذیب کھوکھلی ہو چکی ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے بعد ان کی آئندہ نسلوں کا مستقبل انتہائی مخدوش ہے۔ نکاح، شادی اور بچے پیدا کرنے کو وہاں وبال سمجھ لیا گیا ہے لہٰذا ایک ڈاکومنٹری بھی آئی ہے کہ تمام تہذیبیں ختم ہو جائیں گی سوائے مسلمانوں کے کہ ان کے ہاں چونکہ فیملی سسٹم مضبوط ہے اس لیے وہ دنیا پر غالب ہو جائیں گے۔

سوال: دنیا میں سیکس ایجوکیشن کی جو تحریک اُٹھ رہی ہے اس کے علمبردار کون لوگ ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پوری دنیا میں اسرائیل اس کام کو پھیلانے میں سب سے آگے ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ پورنوگرافی کی 70 فیصد فلمیں اسرائیل میں بنتی ہیں اور اسرائیل ان سے 2000 بلین ڈالر کی سالانہ آمدن حاصل کر رہا ہے لیکن اس کا اصل مقصد ان فلموں کو دنیا میں پھیلانا ہے۔گویا اسرائیل بھی سمجھتا ہے کہ یہ وہ کام ہے جس سے انسانیت برباد ہوگی اور یہودیوں نے چونکہ اپنے سوا تمام انسانوں کو برباد کرنا ہے اس لیے وہ دنیا کو اس کام پر لگا رہے ہیں۔

سوال: پاکستان میں سیکس ایجوکیشن کو کون پروموٹ کر رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں بے حیائی کو عام کرنے میں این جی اوز کا بہت رول ہے۔آپ نے حال ہی میں اخبارات میں ایک فوٹو دیکھی ہوگی جس میں کچھ عورتیں اکٹھی ہو کر موٹر سائیکل پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ اشتہار پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے women on wheels کے عنوان سے ہے اور شاید یہ اس وزن پر لیا گیا ہے جیسے امریکہ میں meals on wheels کے نام سے ایک اشتہار عام ہوا تھا۔گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ ایک پروگرام کے تحت عورتیں موٹر سائیکلوں پر نکل کر گلیوں اور بازاروں میں ہلہ گلہ کریں گی کہ ہم آزاد ہیں۔ یہ سب این جی اوز کا ایجنڈا ہے کہ عورت کو پہلے اتنا مادر پدر آزاد کر دیا جائے کہ حیا جاتی رہے اور جب میدان ہموار ہو جائے تو پھر جنسی تعلیم کو یہاں درآمد کر لیا جائے تاکہ سیکس ایجوکیشن

نے جو رنگ یورپ میں دکھایا ہے اس کے اثرات یہاں بھی نظر آئیں۔ سندھ میں تو شاید ایک آدھ سکول میں یہ کوشش ہوئی بھی ہے۔ اگرچہ لوگوں اور والدین کی کوششوں سے وہ حربہ ناکام ہوا ہے۔ لیکن ہمارے تعلیمی نصاب پر بار بار یہ حملہ کیا جارہا ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے لیکن این جی اوز کا باقاعدہ یہ ایجنڈا ہے کہ سیکس کی تعلیم کو باقاعدہ ہمارے تعلیمی نصاب کا حصہ بنا دیا جائے۔ تاکہ یہاں بھی مغرب جیسا مادر پدر آزاد معاشرہ وجود میں آجائے۔

سوال: شیطان کا سب سے بڑا حربہ عریانی وفحاشی ہے، کیا یہ سیکس کی تعلیم اسی شیطانی ایجنڈے کی تکمیل ہے؟

حافظ عاکف سعید: جی بالکل! دینی طبقہ میں سے بھی بعض لوگوں کو انہوں نے اس لیے کنونس کیا تاکہ لوگوں کو یہ باور کرایا جاسکے کہ سیکس ایجوکیشن بہت ضروری ہے۔ لیکن اصل میں اس کی آڑ میں جو تھوڑا سا حجاب رہ گیا ہے اس کو بھی ختم کرنا مقصود ہے کہ سیکس کے موضوعات بچوں میں، طلبہ وطالبات میں ہر لیول پر عام ہونا شروع ہو جائیں تاکہ پھر یہ ایک نارمل رویہ بن جائے۔

ایوب بیگ مرزا: سندھ میں یہ بھی ہوا ہے کہ این جی اوز بعض علماء کے پاس گئی ہیں اور ان سے بڑے مخصوص انداز میں مخصوص باتیں پوچھی ہیں۔ پھر انہیں سیاق وسباق سے الگ کرکے اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ چونکہ علماء کے پاس میڈیا نہیں ہے اس لیے ان کی بات کو ایسے پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ این جی اوز کے حق میں ہوں۔

سوال: ایک طرف میڈیا بچوں کی ذہن سازی اس طرح کر رہا ہے جیسے فحاشی یا سیکس کوئی برائی ہی نہ ہو اور دوسری طرف والدین کے پاس اتنا علم ہی نہیں اور نہ اتنا وقت ہے کہ وہ اس فتنے کا مقابلہ کرسکیں۔ ان حالات میں کوئی تو ایسا پلیٹ فارم ہونا چاہیے جس میں اسلامی دائرے کے اندر رہتے ہوئے بچوں کو اس حوالے سے آگاہی تو دی جاسکے؟

حافظ عاکف سعید: بنیادی طور پر سیکس ایجوکیشن کی بجائے والدین کی توجہ بچوں کی تربیت کی طرف دلانا بہت ضروری ہے۔ جیسے ہمارے ہاں ہفتہ وار جمعہ کا ایک بڑا اچھا فورم ہے۔ خطابات جمعہ میں ان چیزوں کے حوالے سے لوگوں کو ایجوکیٹ کیا جائے، والدین کو ان کی ذمہ داریاں یاد کرائی جائیں اور اس کے لیے ایک بڑی بھرپور مہم چلے۔ اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ اسلام جہاں ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ فحاشی اصل میں ہے ہی شیطان کا کام جس کے ذریعے وہ انسانوں کو حیوانیت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے اور بالآخر اس کا اصل ٹارگٹ یہ ہے کہ انسان جہنم میں اس کے ساتھ ہی جائیں، وہاں اسلام ہمیں بہت سے ایسے سنہری اصول بھی دیتا ہے کہ جن کا ہم خیال رکھیں تو پھر زنا اور فحاشی سے بچا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ پوری اسلامی معاشرت کو آپ دیکھیں تو اس میں حیاء کو ایمان کا درجہ حاصل ہے۔ اسلامی معاشرت میں بے پردگی کو عیب سمجھا جاتا تھا لیکن آج پردہ کو عیب سمجھ لیا گیا ہے اور دوپٹہ تک جاتا رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو زیادہ ماڈریٹ دکھانا چاہتے ہیں تو وہ اور بھی کئی قیود سے آزاد ہیں۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

حالانکہ اکبر الہ آبادی کے زمانے میں عورتیں بھرپور لباس میں ملبوس ہوتی تھیں اور چادر بھی ہوتی تھی۔ صرف چہرہ کھلا رہ گیا تو شکایت ہوئی مگر آج ہم کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔

سوال: گویا اسلامی معاشرت کا تصور ختم کرنے کے لیے مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھایا جارہا ہے۔ ایسے میں کیا کیا جائے؟

حافظ عاکف سعید: قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں بتایا جائے کہ فحاشی بہت بڑا جرم اور عاقبت کو برباد کردینے والی شے ہے اور اس کے ڈانڈے براہ راست شیطان سے ملتے ہیں جس کا مقصد ہی انسانیت کو تباہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام بہت سی مثبت تدابیر بھی بتاتا ہے۔ جیسا کہ شادی بیاہ کو آسان بنایا جائے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ اولاد جیسے ہی جوان ہو تو اس کی شادی کر دی جائے۔ کیونکہ جنسی جذبے کو اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کے فروغ کا ذریعہ بنایا ہے۔ نکاح گھریلو زندگی کے لیے رحمت بھی ہے اور اس میں پاکیزگی کا عنصر بھی ہے۔ لہٰذا اس جائز راستے کو کھولا جائے۔ یعنی نکاح کو عام کیا جائے، شادی کو آسان بنایا جائے۔ حضور ﷺ نے شادی بیاہ کو بہت آسان اور سادہ بنایا تھا۔ ہم نے اُسے پہاڑ جیسا مشکل بنا دیا ہے۔ اب عام آدمی کے بس کی بات ہی نہیں۔ اسی پچاسی فیصد لوگ پاکستان میں ایسے ہیں جو اپنی اولاد کی شادیاں اپنی جائز آمدنی میں نہیں کر سکتے۔ حالانکہ شادی کی ذمہ داری والدین پر ہے۔ اسی طرح سے جنسی ہیجان پیدا کرنے والی تمام چیزوں کی روک تھام کی جائے۔ قرآن مجید تو یہ کہتا ہے کہ فحش مواد کو نکالنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا بھی فحش حرکت ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ﴾

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو، اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' (النور:19)

یعنی اگر فحاشی کا کوئی کام معاشرے میں ہو بھی جائے تو اس کی تفصیلات کو عام کرنا، لوگوں میں پھیلانا، یہ بھی فحش اور ناپسندیدہ کام ہے۔ جبکہ آج کل میڈیا کا کردار بس یہی ہے کہ جونہی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو اس کو بار بار دکھاتا ہے۔ اگر دکھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو مصنوعی فلمیں بنا کر دکھاتا ہے۔

سوال: ان میڈیا مالکان کا ہاتھ پکڑنے والا ابھی تو کوئی نہیں ہے۔ ہماری جو دینی جماعتیں ہیں وہ اس حوالے سے کون سا کردار ادا کر رہی ہیں؟

حافظ عاکف سعید: یہ بھی ایک الگ داستان الم ہے۔ اسی طریقے سے، منشیات، شراب، رقص وموسیقی، مردوں اور عورتوں کا اختلاط، ان سب چیزوں کی اسلام سختی سے روک تھام کرتا ہے۔ ہر قسم کی تقریبات میں پردے کا اہتمام ہو اور عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ بیٹھیں۔ جبکہ ہمارے ہاں کالجز اور یونیورسٹیز میں بھی مخلوط ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

سوال: ایسی گھمبیر صورتحال میں آپ کیا تجاویز دیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: جیسا کہ عاکف صاحب نے بھی فرمایا کہ پہلے خود والدین کی قرآن وسنت کے مطابق تربیت ہونی چاہیے۔ ((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ)) کے تناظر میں والدین کو باور کرایا جائے کہ ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اس کے بعد مخلوط تعلیم اور مخلوط محافل سے بچا جائے۔ اسلام تو بچے کے بارے میں بھی حکم دیتا ہے کہ ایک عمر کے بعد آپ اس کا بستر الگ کر دیں۔ یعنی اسلام تو اس حد تک بھی احتیاط کی تاکید کرتا ہے۔ مگر آج معاشرے میں بالکل اس کے برعکس ہو رہا ہے اور اسی کے نتائج پھر سامنے آتے ہیں تو ہم ان پر رونا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں کرتے کہ دینی تعلیم کو مدنظر رکھ کر برائی کو جڑ سے اُکھاڑا جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کہیں کوئی ایسی برائی سرزد ہوتی ہے تو دینی تعلیمات کے مطابق سزا دی جائے۔ مثلاً دینی تعلیم تو یہ ہے کہ زنا کے مرتکب کنوارے کو سو کوڑے مارے جائیں اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کر دیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو پھر کوئی اس جرم کی جرأت بھی نہ کرے مگر ہمارے ہاں ان سزاؤں کے بارے میں

کہتے ہیں کہ یہ ظالمانہ سزائیں ہیں۔ نعوذ باللہ۔ جب آپ ایک طرف برائی کی جڑ کو ختم نہیں کریں گے اور اس کی حوصلہ شکنی کے لیے کوئی سزا بھی نہیں دیں گے تو پھر وہ برائی معاشرے میں پھیلتی چلی جائے گی۔ بے شک میڈیا آسمان سر پر اٹھالے مگر وہ برائی کا وہ سیلاب رک نہیں سکے گا کیونکہ آپ نے برائی کی جڑ کو ختم نہیں کیا۔

سوال: اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو اس فتنے سے بچانا چاہتا ہے تو تنظیم اسلامی اسے کیا لائحہ عمل دے گی؟

حافظ عاکف سعید: دیکھئے! مسلمان ہوتے ہوئے ہمارے پاس آپشن ہی نہیں کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کریں۔ لیکن ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اپنی من پسند زندگی بھی جینا چاہتے ہیں۔ ازالے کے طور پر ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ حج اور عمرے کافی ہیں۔ جبکہ عملی زندگی میں ہم اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہی نہیں چاہتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''اسلام کی جب ابتدا ہوئی تھی تو یہ غریب (اجنبی) تھا، بہت جلد یہ لوٹ جائے گا اسی حالت پر جس پر اس کی ابتدا ہوئی تھی (یعنی پھر اسلامی تعلیمات نظرانداز ہونا شروع ہو جائیں گی اور انسان اپنی مرضی کی زندگی گزارے گا اور کہے گا کہ میں مسلمان ہوں) خوشخبری ہے غرباء (عملی مسلم) کے لیے جو خود اجنبی بنا قبول کرلیں'' (جو اسلام کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں چاہے لوگ مذاق اُڑائیں)۔ جبکہ آج کے دور میں آپ دیکھئے کہ اسلامی تعلیمات کتنی اجنبی لگ رہی ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''عورت تو پوری کی پوری چھپانے کے لائق ہے''۔ اس کا پورا جسم ہی ستر ہے۔ محرم کے سامنے بھی صرف چہرا، ہاتھ اور پاؤں کھولے جاسکتے ہیں اور تنہائی میں گھر کے اندر بھی عورت کا لباس ڈھیلا ڈھالا ہو۔ یعنی اپنی اولاد، بھائیوں اور والدین کے سامنے بھی ایک درجے کا پردہ لازم ہے۔ درحقیقت ہم اگر اپنی آخرت کی فکر کریں تو ہمارے لیے واحد راستہ اللہ اور رسول ﷺ سے وفاداری اور ان کے احکامات پر چلنا ہے۔ درمیانی راستہ کوئی نہیں ہے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ تنظیم اسلامی پورے دین کا فہم لوگوں کے سامنے رکھتی ہے۔ ہمارا دین صرف نماز، روزہ تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق زندگی کے ہر گوشہ سے ہے چاہے وہ پرائیوٹ لائف ہو، پبلک لائف ہو یا حکومت ہو۔ ہمیں دین پر عمل کا آغاز اپنی ذات سے کرنا چاہیے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کا پیغام یہ ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیم بالکل واضح ہیں۔ جن میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ لہٰذا اگر آپ واقعی سچے مومن ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے وفادار ہیں تو سب سے پہلے دین کو اپنے وجود پر قائم کریں اور اس کے بعد اپنے گھر میں اللہ کے دین کو قائم کریں اور پھر دوسروں کو اس کی دعوت دیں کہ بھئی آپ کو بھی اللہ نے مسلمان بنایا، اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر ہندو کے گھر میں پیدا ہو جاتے تو کیا امکان تھا کہ تم حق کو قبول کرتے۔ لہٰذا اللہ نے ہم پر جو فضل کیا کہ ہمیں مسلمان پیدا کیا ہے تو اس وجہ سے ہماری گرفت بھی زیادہ ہے اور پھر بھی ہم اللہ کی ناشکری کر رہے ہیں اور اللہ کے احکامات ہمارے سامنے ہوتے ہوئے بھی ہم ان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ دین کے ساتھ ہمارا یہ رویہ جب تک نہیں بدلے گا ہماری اصلاح نہیں ہو سکتی۔

سوال: آگاہی منکرات کا بھی ایک سلسلہ تنظیم اسلامی نے شروع کیا ہوا ہے، وہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس صورت میں ہمارے مختلف حلقے ہر ماہ دو ماہ بعد پلے کارڈ اور بینرز وغیرہ لے کر بغیر کسی ٹریفک کو بلاک کیے اور بغیر کسی قانون کی خلاف ورزی کیے سڑکوں پر آتے ہیں اور پُرامن طریقے سے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں کہ اسلام اس حوالے سے ہماری یہ راہنمائی کرتا ہے۔ چاہے کوئی سیاسی ایشو ہو، معاشی مسئلہ ہو یا معاشرتی معاملہ ہو تنظیم اسلامی بتاتی ہے اس معاملے میں اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان یہ ہے۔ یہ کوئی تنظیم اسلامی کی اپنی ایجاد کردہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کو دہرایا جاتا ہے۔

حافظ عاکف سعید: تنظیم اسلامی کا منہج وہی ہے جو اسلام کا تقاضا ہے کہ سب سے پہلے اپنی ذات پر اللہ کا دین قائم و نافذ کیا جائے۔ اس کے بعد اپنے گھر میں اللہ کا دین قائم ہو اور اس کے بعد پھر دوسروں کو اس کی دعوت دیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں۔ لیکن ایک مسلمان ریاست کے اندر رہتے ہوئے ہماری یہ بھی دینی ذمہ داری ہے کہ ریاست پر بھی اللہ کی حکمرانی قائم ہو۔ چاہے سیاسی معاملات ہوں، معاشی ہوں، چاہے عائلی نظام ہو، عدالتی نظام ہو، وہ سب کے سب اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے تابع ہوں۔ جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں تھا۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ میڈیا کے ذریعے جس طرح فحاشی اور عریانی کا طوفان آیا ہوا ہے اس کو انفرادی طور پر کوئی بھی نہیں روک سکتا جب تک کہ ریاست کی سطح پر اس کے خلاف اقدامات نہ ہوں اور ریاست تب ہی متحرک ہوگی جب اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیا ہوا نظام نافذ ہوگا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ سعودی عرب، جدہ کے رفیق تنظیم فیاض عبدالرشید رحمانی عرصہ سے علیل ہیں۔

☆ جنوبی پنجاب کے نائب امیر حلقہ جناب مرزا قمر رئیس بیگ کے سسر صاحب دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم شکیل احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت 0313-7991122

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفقاء محترم کاشف منیر اور محترم علی منیر کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت 0345-9121006

☆ کراچی جنوبی، لانڈھی کے رفیق جناب عثمان خان کی تائی وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ اسلام آباد، اسرہ سوہان کے ملتزم رفیق حاجی فاروق کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ اسلام آباد، اسرہ سوہان کے نقیب سعید احمد خان کی ساس وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ اسلام آباد، بیروٹ تنظیم کے رفیق زاہد عباسی کی والدہ وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

راہزن بھی ہوں رہنما جیسے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ملک بھر میں دو اعصاب شکن خبروں نے ہیجان برپا کر رکھا ہے۔ دونوں خبریں ظلم، جبر اور درندگی کی کالک پاکستان کے چہرے پر پھیرنے کو کافی ہیں۔ راؤ انوار کے ہاتھوں پولیس مقابلے میں ماورائے عدالت مار دیئے جانے والا نقیب اللہ خوش قسمتی سے ایک ماڈل تھا۔ (اگر مولوی ہوتا تو خون خاک نشیناں ہونے کی وجہ سے خاموشی سے رزق خاک ہو کر بھلا دیا جاتا!) تین بچوں کا باپ، یہ نوجوان محسود ہونے کی بنا پر سافٹ ٹارگٹ تھا۔ کیا غضب ہے کہ راؤ انوار پولیس مقابلہ سپیشلسٹ کے نام سے معروف تھا۔ جس کا ترجمہ ''ماہر ماورائے عدالت قتل'' بنتا تھا۔ تاہم اس کا سوموٹو نوٹس لینے کی ضرورت نہ محسوس کی گئی! یہ ان کہی ریاستی پالیسی بن چکی تھی کہ ایسے افسران کو کھلی چھٹی دی جاتی رہی۔ ماورائے قانون چھاپے، پکڑ دھکڑ، جبری لاپتگی، اغوا کنندگان۔ ایسے افراد کے لواحقین ڈرا دھمکا کر اس درجہ خوفزدہ کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ لاش وصول کرنے سے بھی لرزتے ہیں۔

سالہا سال سے امریکی لیبل ''دہشت گرد دینداروں'' میں مفت بانٹا گیا ہے۔ ملک بھر میں دین پسند نوجوان ماورائے عدالت اٹھائے گئے۔ سالہا سال گھر والے گھٹ گھٹ کر آہ و زاری کرتے رہے۔ ملک بھر میں پراسرار خبریں لاشیں ملنے کی آتی رہیں۔ اوائل دسمبر میں 16 دن میں 13 لاوارث لاشیں فیصل آباد سے رپورٹ ہوئیں۔ عدالتیں منہ پھیرے رہیں۔ کیا یہ کسی کی اولاد نہ تھی؟ ڈی این اے ٹیسٹ کیوں نہ ہوئے؟ سوشل میڈیا نے نوٹس کیوں نہ لیا؟ پورا شہر 13 لاشوں پر گنگ رہا۔ صوبائی قومی اسمبلی کے نمائندگان، شہر کے والی وارثوں نے چپ کیوں سادھے رکھی؟ یہ تو نقیب اللہ محسود جیسے خوبصورت ماڈل جوان کی بات تھی کہ سب تڑپ کر اٹھے اور شور مچ گیا۔ وگرنہ راؤ انوار روپوش ہو کر خفیہ مقام سے یہی دہائی دے رہا ہے کہ ''میں تو سرکاری پالیسی کے عین مطابق عمل پیرا تھا۔ سینئر افسران کی میٹنگ میں یہ طے کیا گیا اور اس پر بار بار زور دیا گیا کہ دہشت گردوں کا صفایا ماورائے عدالت پولیس مقابلوں سے کیا جائے۔ میں بے گناہ ہوں۔ مجھے قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔'' (دی نیوز۔ 25 جنوری)

ایسے بے شمار واقعات پاکستان کے مختلف حصوں سے رپورٹ ہوتے رہے۔ لاپتگان اور پولیس مقابلے کے۔ عوام الناس پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ گرد و نواح میں واقعات سامنے آنے پر منہ پھیر لینا۔ عدل وانصاف گونگا بہرہ ہو جائے۔ چیئرمین سینٹ رضا ربانی یہ کہہ کر خاموش ہو رہیں: ''لاپتہ لوگوں بارے پوچھنے کی بھی ہمت نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے! لوگ غائب ہوتے ہیں تو قانون کے تحت ان پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا جاتا؟ لوگوں کو اتنا ڈرایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے سائے سے بھی خوفزدہ رہیں۔''

جنوری کے اوائل میں جسٹس اطہر من اللہ کی ایسی ہی بازگشت عرصہ دراز بعد اسلام آباد ہائی کورٹ سے سنی گئی۔ ورنہ عدلیہ یہ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ چکی ہے۔ جسٹس صاحب نے ڈپٹی اٹارنی جنرل سے لاپتہ شہری کے گھر کے اخراجات کی تفصیلات طلب کرتے ہوئے کہا کہ کیوں نہ یہ چیف کمشنر، ڈپٹی کمشنر، آئی جی سے وصول کئے جائیں۔ جناب عالی! لاپتگان کے والدین، جیتے جی لاعلمی کے جنگلوں میں کھوئے شوہروں کی بیوگی نما زندگی پر مجبور کی گئی۔ عورتوں کو کم از کم یہ معلومات تو فراہم کر دیں کہ وہ زندہ ہیں؟ اخراجات چھوڑیئے۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر گزر اوقات کر لیں گی۔ ہر آہٹ پر امید بھری نظروں سے دروازہ دیکھنے والوں کو اس لاپتگی کے عذاب سے رہائی تو دیجئے۔

کالم نویسی کی بنا پر لواحقین لکھاریوں سے امید باندھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے حق کے لیے آواز اٹھائیں گے۔ حالانکہ انہیں سوچنا چاہیے کہ جب حال ہی میں چیئرمین سینٹ اور جسٹس شوکت صدیقی تک نے اپنی گمشدگی کے خوف کا اظہار کیا تھا..... تو زبان کوئی کیونکر کھولے! اگر اب یہ ایشو بن کر سامنے آیا ہے تو سوشل میڈیا پر نوجوان اسے فرض جان کر مظلوموں کی دادرسی کریں۔ کھلی عدالتوں اور کھلی جیلوں میں ان کے ''جرائم'' سامنے لائیں۔ یہ حق تو ڈاکوؤں، چوراچکوں کو بھی قانون دیتا ہے۔ ان کے گھر والوں سے مجرموں کا سا سلوک نہیں کرتا۔ مگر یہاں امریکہ نوازی کی خاطر سارے قاعدے قانون بالائے طاق رکھ دیئے گئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا یہ قول ہر سطح کے حکمران پر صادق آتا ہے کہ ''جس مقتول کا قاتل نامعلوم ہو اس کا قاتل حکمران ہوتا ہے۔'' ایک ایک دہشت گردی کے واقعے کے نام پر دسیوں ماسٹر مائنڈ کہہ کہہ کر پولیس مقابلوں میں مارے جا چکے ہیں۔ کوئی سوال اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ادھر قیادت کے دعوے داروں کی علمی کس مپرسی کا یہ عالم ہے کہ عمران خان قومی اسمبلی پر لعنت بھیج کر خود ملعون ہو کر بیٹھ گئے۔ ردعمل پر حیران ہیں کہ کیا میں نے ایٹم بم پھینک دیا؟ اپنے مرشدوں سے ہی پوچھ لیا ہوتا تو حدیث پڑھا کر اس کی شناعت بتا دی گئی ہوتی!

دنیا 21ویں صدی تک پہنچتی دیوانی ہو چکی ہے۔ سال نو کے شروع میں پرسن آف دا ایئر کی شہرت ایک نایاب بندر کے حصے آئی۔ اس کا کمال یہ تھا کہ کیمرے کا بٹن دبا کر اس نے اپنی سیلفی بنائی۔ یہ اعزاز جانوروں سے حسن سلوک، ان کے حقوق کے تحفظ کے ادارے نے دیا! لاپتہ افراد حق سے عاری مخلوق ہے۔ دنیا آج بنی آدم کی بجائے بنی بندر، ''بنی قردۃ'' کے ہاتھ میں ہے۔ تصویر دیکھئے تو مسکراتی دانتوں بھری بندر کی تصویر اپنے لکڑ پوتے ٹرمپ سے مشابہت کی حامل ہے! اگرچہ ٹائم میگزین میں ''پرسن آف دی ایئر'' مرد سال نو محمد بن سلمان کو قرار دیا گیا۔ یہ اعزاز عطا کرنے کی وجوہات اظہر من الشمس ہیں۔ کعبے کے پاسبانوں نے صنم خانہ امریکہ پر وفاداریاں اور محبتیں نچھاور کرنے کی ساری حدیں جو توڑ ڈالیں۔ امت حیرت زدہ، دم بخود روزانہ ریاض سے ایک نئی حد شکن خبر پاتی ہے۔

اب یہ یکا یک جو ہماری حکومتی پالیسی نے مغرب پر محبت کے ڈونگرے برساتے امریکہ سمیت 24 ممالک کے شہریوں کو ایئر پورٹ پر ویزا دینے کا اعلان فرما دیا ہے، اس کا کیا جواز ہے؟ امریکہ تو ہمارا ناطقہ بند کرنے، گلا گھونٹنے کے درپے ہے۔ ملک کے اندر گھس کر ہماری خودمختاری کے پرخچے ڈرون حملوں سے اڑا رہا ہے، جس کی ہم نے تقریباً تائید ہی کر دی ہے۔ ہم ریمنڈ ڈیوسوں اور بلیک واٹریوں کے لیے کام آسان کر رہے ہیں۔ پرویز مشرف دور میں امریکہ پر برسائے ویزوں کے نتائج بھول گئے؟ امریکہ نے بذریعہ کشنر سعودی ولی عہد کو مسلم دنیا کے لیے اعزازی وائسرائے بنا رکھا ہے۔ پاکستان سے اپنی باتیں منوانے کے لیے وہ براستہ ریاض کام نکلوانا آسان سمجھتا ہے۔ شریف بھائیوں سے ولی عہد کی خصوصی ملاقات بلا سبب تو نہ تھی۔ خاص طور پر بلوایا جانا، شرف باریابی بخشنا کسی

ایجنڈے کے تحت ہی تھا۔ سو، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

افغانستان میں طالبان نے امریکہ کی سونڈ پر جو تازہ داغ لگائے ہیں وہ انہیں دہلا کر رکھ دینے والے ہیں۔ ہر ایسے چرکے (انٹرنیشنل ہوٹل پر حملہ) کا غصہ ہم پر نکالا جاتا ہے۔ زبردست سکیورٹی کا حامل ہوٹل، 5 عدد افراد کے ہاتھوں 16 گھنٹے تک یرغمال بنا رہا۔ 40 افراد مارے جانے کو تو کابل نے قبول کرلیا ہے، جس میں امریکی بھی نشانہ بنے ہیں۔ سپر پاور ان درویشوں کے ہاتھوں ہلا ماری گئی ہے۔ ہم فدویوں کی شامت تو آئے گی۔ امریکہ 17 سال سے نمٹنے کی کوشش میں ادھ موا ہو گیا ہے۔ 20 ملین سے زیادہ اجڑے پچڑے امریکی فوجی اب اس جنگ کے نتیجے میں امریکی حکومت سنبھال رہے ہیں، جو نفسیاتی عارضوں میں مبتلا بے گھر، بے در اور نشے کے عادی ہو چکے ہیں۔ معیشت پر بھاری بوجھ ہمہ گیر جنگی اخراجات کے ساتھ یہ بھی ہے۔ ادھر اللہ امریکہ پر مسلسل موسمی میزائل برسا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ موسم کے اعتبار سے یہ پہلی عالمی جنگ کا سماں ہے جو آسمانی بلاؤں کے ہاتھوں ہم دیکھ رہے ہیں۔ پہلے شدید خشکی نے جنگلوں کی آگ کی صورت بہت کچھ بھسم کر دیا۔ پھر کیلی فورنیا میں کیچڑ کا سیلاب آیا۔ اب شدید زلزلہ۔ ملک کے مختلف حصوں میں چنگھاڑتی برفانی ہوائیں۔ ایسے طوفان کہ انہیں سائیکلون بم کا نام دیا۔ دنیا پر بارود برسا کر گلوبل وارمنگ کا نتیجہ یہ شدید موسمی تبدیلیاں بھگت رہے ہیں۔

راؤ انوار اور زینب کا مجرم عمران۔ دونوں کے حوالے سے یہ خدشہ سامنے آنا تشویشناک ہے کہ ان کے پس پشت کارفرما بااثر عناصر کا پردہ رکھنے کی خاطر ان کی جان کو خطرات لاحق ہیں۔ پردہ نشینوں کے راز کھلنے کے اندیشے سے اس کا قوی امکان ہے۔ ملکی انتشار اور ظلم کے نتائج دیکھنے ہوں تو شام میں بشار الاسد کی فوج کے ہاتھوں مظالم کے نتیجے میں بھڑک اٹھنے والی آگ نے سبھی کچھ راکھ کر ڈالا۔ یہی اس خانہ جنگی کے اجزاء تھے۔ خوف کی چادر اوڑھے شہری تشدد، لاپتگی، ماورائے عدالت قتل زنا بالجبر کے حادثات کے نتیجے میں درعا میں اٹھے تھے۔ اب وہ آگ بجھانی کسی کے بس میں نہیں رہی! اللہ پاکستان پر رحم فرمائے! (آمین)

زندگی ریگ میں سفر جیسے
راہزن بھی ہوں رہنما جیسے

❀❀❀

ملا عمر کے ایک انٹرویو کی صدائے بازگشت

یہ اقتباس ملا عمر مجاہد کے انٹرویو سے لیا گیا ہے جو انہوں نے 24 ستمبر 2001ء کو "وائس آف امریکہ" کو دیا تھا۔ اس انٹرویو کا ذکر محترم اوریا مقبول جان نے اپنے کالم میں کیا جو 29 جنوری 2018ء کے روزنامہ 92 اخبار میں شائع ہوا۔ اس ایمان افروز اقتباس کو پڑھیے اور آج افغانستان میں امریکی بے بسی کو دیکھ کر سوچیے کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو کیسے پورا کرتا ہے۔ ٹیکنالوجی شکست کھاتی ہے اور بے سروسامان مردان خدا سرفراز ہوتے ہیں۔ (ادارہ)

وائس آف امریکہ: کیا آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔

ملا عمر: میں اس وقت دو اعلانات پر غور کر رہا ہوں۔ ایک اللہ کا ہم سے وعدہ ہے اور دوسرا جارج بش کا اعلان۔ اللہ کا اعلان یہ ہے کہ اس کی زمین بہت وسیع ہے۔ اگر تم اس کے راستے پر نکلو گے تو کہیں بھی رہ سکتے ہو اور وہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ دوسرا جارج بش کا اعلان ہے کہ اس دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم چھپو اور میں تمہیں ڈھونڈ نہ نکالوں۔

وائس آف امریکہ: کیا آپ کو عوام، طالبان، ملک اور خود اپنے بارے میں خوف محسوس نہیں ہو رہا؟

ملا عمر: اللہ سبحان و تعالیٰ ایمان والوں اور مسلمانوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ وہ کفار سے کبھی بھی مطمئن نہیں ہوگا۔ دنیاوی اعتبار سے امریکہ بہت طاقتور ہے لیکن وہ اگر اس سے دوگنا طاقتور بھی ہو جائے تو ہمیں شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اگر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو کوئی ہمیں شکست نہیں دے سکتا۔

وائس آف امریکہ: آپ کہتے ہو آپ کو کوئی پرواہ نہیں جبکہ دنیا بھر کے افغانوں کو بہت فکر لاحق ہے؟

ملا عمر: ہم بھی پریشان ہیں۔ بہت بڑے معاملات سامنے ہیں لیکن ہمیں اللہ کی رحمت پر یقین ہے اور اللہ کی رحمت ہمیں مطمئن کر دیتی ہے کیونکہ اس کی مدد مسلمانوں کے لیے ہے۔ وہ مسلمان جو امریکہ سے ڈر کر ہمیں کہہ رہے ہیں کہ ہم اسامہ بن لادن کو حوالے کر دیں، وہ کل اسی بات پر ہمیں گالیاں دیں گے۔ یہ لوگ کہیں گے کہ ہم نے اسلام کی عزت خاک میں ملا دی۔ لیکن ایک بات بتاؤں، امریکہ اپنی زمین پر ایسے حملوں کو نہیں روک سکے گا کیونکہ امریکہ نے پوری مسلم دنیا کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور وہ مسلمان ملکوں میں خود ایسے ظلم کرتا ہے۔ اگر امریکہ واقعی امن چاہتا ہے تو اسلامی ملکوں کے معاملات سے علیحدہ ہو جائے، پوری دنیا میں امن ہو جائے گا۔

وائس آف امریکہ: اس کا کیا مطلب ہے کہ امریکہ نے پوری اسلامی دنیا کو یرغمال بنایا ہوا ہے؟

ملا عمر: امریکہ تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ انہیں اپنے راستے پر چلاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ ساری حکومتیں عوام سے دور ہیں۔ لوگ اسلام پر عمل چاہتے ہیں جبکہ حکومتیں کان نہیں دھرتیں۔ اگر کوئی اسلام کے راستے پر چلتا ہے تو حکومتیں اسے گرفتار کر لیتی ہیں۔ امریکہ نے ایک فساد کھڑا کیا ہے جو ہم سب پر حملہ آور ہے۔ یہ فساد ختم نہیں ہوگا، خواہ میں مرجاؤں یا اسامہ بن لادن مرجائے۔ یہ فساد امریکی پالیسی ہے۔ آپ کو پیچھے ہٹ کر اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اسے دنیا پر اپنی بادشاہت مسلط نہیں کرنی چاہیے۔ خصوصاً اسلامی دنیا پر۔

وائس آف امریکہ: اگر آپ اپنی پوری طاقت کے ساتھ امریکہ سے لڑو گے تو کیا امریکہ تمہیں شکست نہیں دے سکے گا اور تمہاری قوم بھی مزید خوار ہوگی۔

ملا عمر: بظاہر ایسا ہی نظر آ رہا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ یاد رکھو ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے کہ ایک اللہ پر بھروسا رکھیں۔ جو کوئی ایسا کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور نصرت اس کا مقدر ہوگی۔

❀❀❀

تکریم انسان

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو محترم و مکرم بنایا ہے، انسان کی تکریم کے کئی پہلو قرآن کریم سے ثابت ہوتے ہیں۔

☆ انسان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے (یہ وضاحت ضروری ہے کہ نہ تو ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی حقیقت جانتے ہیں اور نہ ہی ان ہاتھوں سے انسان کو بنانے کی حقیقت ہمیں معلوم ہے)

سورۂ صٓ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ تم ان کے سامنے سجدہ کرو، ابلیس کے سوا سارے فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی، اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ’’تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔‘‘ (آیت:75)

اسی طرح اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد میں نے اس کے اندر اپنی روح پھونکی۔ یہ چیز انسان کے علاوہ اس روح کے علوّ مکانی پر بھی دلالت کرتی ہے جو اس کے اندر حلول کیے ہوئے ہے۔

☆ انسان کی تکریم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین صورت سے نوازا ہے، سورۂ تغابن میں ہے: ’’تمہاری صورتیں اچھی بنائیں۔‘‘ (آیت:3)

سورۃ التین میں ہے: ’’بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔‘‘ (آیت:4)

انسان کو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کھاتا اور ان سے عمل کرتا ہے، پھر اس کی فطرت میں معرفت اور اسبابِ علم رکھ کر اسے ہدایت عامہ عطا کی ہے، جس کے ذریعے وہ حق کو پہچان سکتا ہے اور دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کرسکتا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ 295/13، ابن کثیر 745/4)

☆ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل، نطق اور تمیز جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، نورِ عقل سے وہ غلط اور صحیح، حق اور باطل، کھرے اور کھوٹے کے درمیان فرق کرسکتا ہے، نطق سے وہ اپنے مافی الضمیر کا اظہار اور اللہ کا ذکر کرسکتا ہے۔ سورۂ رحمٰن میں ہے: ’’وہ بے حد مہربان ہے، اس نے قرآن کی تعلیم دی، انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔‘‘ (آیات:1 تا 4)

اسی طرح انسان کو خط و کتابت کی قدرت اور صلاحیت سے نوازا گیا، اس صلاحیت کی بناء پر وہ مختلف علوم ایجاد کرسکتا ہے۔ انہیں اوراق میں محفوظ رکھ سکتا اور پوری دنیا میں ان کی نشر و اشاعت کرسکتا ہے۔

☆ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کا اکرام اتنی بڑی بڑی نعمتوں سے کیا جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا، ان میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ انسان کو رزق پہنچانے کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کے لیے مسخر کر دی گئی ہے، دیکھا جائے تو سورج اور چاند، زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کے لیے مسخر کر دی گئی ہے، دیکھا جائے تو سورج اور چاند، زمین اور ندی نالے، ہوا اور بادل سب انسان کی رزق رسانی میں مصروفِ عمل ہیں اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے، اگر اللہ نہ چاہے تو انسان کو ایک لقمہ بھی میسر نہ آئے، سورۂ فاطر میں ہے’’ کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے۔‘‘ (آیت:3)

ان نعمتوں میں سے ایک نعمت آسمان سے بارش کا برسنا بھی ہے۔ بارش کا کچھ پانی فوری طور پر کھیتی باڑی کے کام آجاتا ہے، کچھ منجمد صورت میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع ہو جاتا ہے اور کچھ سوتوں کے ذریعے زمین کے اندر ذخیرہ ہو جاتا ہے، برف پگھلتی ہے تو ندی نالوں اور چشموں کے ذریعے وہ پانی انسان تک پہنچ جاتا ہے اور جب ضرورت پیش آتی ہے، انسان زمین کے پیٹ سے پانی کشید کر لیتا ہے، پورے فلکی نظام کو بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’اور رات دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں، بے شک اس میں لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں۔‘‘ (سورۃ النحل:12)

آسمان و زمین اور شمس و قمر کی تسخیر یہی ہے کہ انسان ایک پائی خرچ کیے بغیر زندگی کے مختلف میدانوں میں ان سے فائدہ حاصل کر رہا ہے، انسان کے کتنے مفادات ہیں جو سورج اور چاند کی روشنی، حرارت، گردش اور آمد و رفت سے وابستہ ہیں۔ مختلف موسموں، ماہ و ایام اور سالوں کے حساب کا تعلق انہی سے ہے۔ سورۂ یونس میں ہے: ’’وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو منور فرمایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کرسکو، یہ سب کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے، وہ اپنی آیتیں سمجھداروں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔‘‘ (آیت:5)

☆ انسان کی تکریم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبورِ محض نہیں بنایا اور اسے آزادی اور اختیار دیا ہے، اسی اختیار کی بنا پر انسان ہی بارِ امانت کا حق دار ٹھہرا، اس کے علاوہ ارض و سماء اور پہاڑوں میں سے کوئی بھی اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں۔

☆ انسان کی تکریم میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے، جنہوں نے انسان تک زندگی بخش پیغام پہنچایا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کی تکریم کے مظاہر میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو اپنی محبت اور رضا کا اہل بنایا ہے اور اسے وہ اسباب بتائے ہیں جنہیں اختیار کرنے سے وہ اس کا محب بلکہ محبوب بن جاتا ہے، ان اسباب میں سے سب سے بڑا سبب حضور اکرم ﷺ کی اتباع ہے۔

جب باری تعالیٰ نے انسان کو مکرم و محترم بنایا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مقام کو پہچانے اور ایسے طریقے اختیار کرے، جن کے ذریعے وہ اپنے آپ کو تکریم اور تعظیم کے قابل بنا سکتا ہے:

ان میں سے پہلا طریقہ علم و معرفت کا حصول ہے جس کی وجہ سے اس کے نورِ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ اللہ کی عبادت اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت ہے۔

تیسرا طریقہ گناہوں سے بچنا ہے، گناہوں کے ارتکاب سے انسان ذلیل ہوتا ہے اور ان سے دامن بچانے والا عزت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ وہ خلقِ خدا کے سامنے دستِ سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ مختصر یہ کہ جو انسان خود اپنی عزت کرے اور ذلت کے اسباب سے بچتا رہے وہ اللہ کی نظر میں بھی مکرم و محترم ہوتا ہے اور انسانوں کی نظر میں بھی۔

آزاد کشمیر اور فتنۂ قادیانیت

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
amirakhtarkhan@yahoo.com

نبوت ورسالت اسلام کا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ اس معاملے میں قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ اور پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے۔ یہ عقیدہ ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں دیر آید درست آید کے مصداق ختم نبوت میں نقب لگانے والے قادیانی ٹولے کو 1974ء میں کافر قرار دیا گیا۔ اصولی طور پر پاکستان کے زیر انتظام ہونے کے باعث آزاد کشمیر میں بھی اس قانون کا فوری اطلاق ہونا چاہیے تھا مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔

یہ غفلت ہے یا کہ سوچا سمجھا منصوبہ کہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے سلسلے میں قانون سازی نہ ہو سکی۔ پاکستان میں 1974ء میں قادیانی کافر قرار پائے جبکہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد 1973ء میں پیش کر دی گئی تھی۔ ایک سیاسی جماعت جو اپنا مسلم تشخص رکھتی ہے اور جسے ایک سے زائد بار آزاد کشمیر میں حکومت کرنے کا موقع بھی ملا وہ بھی اس انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے پر خاموش رہی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اہل کشمیر سے بہت بڑی کوتاہی ہوئی ہے کہ ختم نبوت کے حوالے سے قانون سازی میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ اس جرم میں سب سے زیادہ حصہ سیاست دانوں کا ہے جو ذاتی مفادات کے لیے برسر اقتدار آتے رہے مگر ایک بنیادی ایمانی معاملے کو طے کروانے میں انہوں نے کوئی کردار ادا نہ کیا۔ اس کے بعد اس کا الزام علماء کے سر پر بھی ہے۔ نبی ﷺ کے وارث ہونے کے ناطے یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ قادیانیوں کو کافر قرار دلانے کے سلسلے میں رائے عامہ کو ہموار کرتے اور سیاست دانوں کو مجبور کرتے تا کہ وہ اس ضمن میں قانون سازی کی طرف متوجہ ہوتے۔

اس حوالے سے عوام الناس کو بھی بری الذمہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ اس سارے معاملے میں خاموش رہے۔ اگر وہ اپنے حقوق منوانے کے لیے احتجاج کر سکتے ہیں تو اپنے ایمانی حق پر کیوں چپ سادھے رہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آزاد کشمیر کے تمام طبقات ہی غفلت میں مبتلا ہوئے ہیں۔ لہٰذا سب کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرنی چاہیے اور جلد از جلد اس کی تلافی کی فکر کرنی چاہیے۔ تمام سیاسی جماعتوں کے ممبران کو فوری طور پر پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو کافر قرار دلانے کے لیے بل پیش کرنا چاہیے اور جتنا جلد ممکن ہو اس بل کو پاس کروا کر اب تک کی کوتاہی کی تلافی کی جائے۔

یہ بھی حیرت کا مقام ہے کہ پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کوشاں تحریک ختم نبوت میں سرگرم علمائے کرام آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت قانون بنوانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ آزاد کشمیر کے مقامی علمائے کرام کی نفاذ اسلام اور شرعی قوانین کی تنفیذ کے سلسلے میں جدوجہد مثالی رہی ہے مگر وہ بھی قادیانیت کے حوالے سے اپنا کردار ادا نہ کر سکے۔ ادھر جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن عرصۂ دراز سے کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ ویسے تو اُنھوں نے کشمیر کاز کے لیے بھی کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا بہرحال ہم ایک مذہبی سیاسی رہنما ہونے کی حیثیت سے اُن سے یہ توقع کرتے تھے کہ وہ آزاد کشمیر میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی جدوجہد کریں گے لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہر طرف سے اس انتہائی اہم معاملے میں آخر کوتاہی کیوں ہوئی۔ قادیانیوں نے اس صورتحال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے انہیں گمراہ کرنے میں پیش پیش رہے ہیں۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانیوں نے کافی تعداد میں مسلمان نوجوانوں کو بیرون ملک ملازمت کا جھانسا دے کر قادیانی بنا لیا ہے اور مزید کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اگر اس فتنے کا بروقت سدباب نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد مرتد ہو جائے گی۔ ہم یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ سردار عبدالقیوم خان مرحوم کے جانشین کدھر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ اس مسئلے کو کیوں نہیں اٹھاتے؟ کیا ان کی سیاست کا محور صرف حصول اقتدار رہ گیا ہے؟

پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے آزاد کشمیر کو سیاسی اکھاڑا بنایا۔ حتیٰ کہ پیپلز پارٹی جس کے بانی مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ یہاں پر اس انتہائی حساس معاملے پر خاموش رہی۔ عبدالمجید حکومت کے دور میں آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے اجلاس تلاوت کے بعد نعت رسول ﷺ سے شروع ہوتے تھے جس سے نبی ﷺ سے محبت وعقیدت کا اظہار ہوتا تھا مگر یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں مزید تاخیر اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کا باعث بن سکتی ہے۔ پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں اور تمام طبقہ ہائے فکر کو اس اہم معاملے پر بھرپور آواز اٹھانی چاہیے۔

حالیہ دنوں میں ختم نبوت کے حلف نامہ میں ردوبدل پر پاکستان میں جس شدت سے ردعمل ہوا اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر زور دار تحریک آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے چلانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ''پیغام پاکستان'' کی صورت میں تمام مسالک کے علمائے کرام نے دہشت گردی جیسے مسئلے پر متفقہ موقف اختیار کیا ہے، اس کا بھی تقاضا ہے کہ وہ حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں کہ وہ دستوری ذمہ داری پوری کرے اور قادیانی مسئلے کو آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں فوری پیش کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کروائے۔

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال تعلیم ایم ایس سی، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور میں رہائش پذیر لوگ رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0332-6758469

☆ کوئٹہ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم بی بی ایس کے لیے دینی مزاج کے حامل ڈاکٹر، انجینئر یا سرکاری افسر کا ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ صرف سنجیدہ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0342-8081640
0313-8543979

لاہور شرقی، صدر کے زیر اہتمام قرآن فہمی کلاس کی اختتامی تقریب

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم صدر کے زیر اہتمام مسجد الھدیٰ (جوڑے پل) میں 16 جنوری 2018ء بعد از نماز عشاء 40 روزہ قرآن فہمی کلاس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔

اس کے بعد مقامی تنظیم صدر کے امیر عمران علی نے 40 روزہ قرآن فہمی کلاس کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ بعد ازاں قرآن فہمی کلاس میں شامل ہونے والے شرکاء نے باری باری مختصر تعارف کروایا۔ تمام شرکاء نے پروگرام کے انتظامات اور طریقہ کار کو سراہا۔ اور اُنہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ آئندہ بھی اس طرح کے پروگرام منعقد کئے جانے چاہئیں۔ کیونکہ یہ پروگرام زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور عوام الناس کے لیے نہایت مفید بھی ہیں۔

اس کے بعد امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید نے قرآن فہمی کلاس میں حصہ لینے والے طالب علموں کو اسناد تقسیم کیں۔ ''قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریوں'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی علوم سیکھنے کے لیے جان و مال اور وقت لگانے کی توفیق دے۔ آمین! (رپورٹ: عبدالمنان)

حلقہ فیصل آباد کا دوروزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

الحمدللہ ہر ماہ حلقہ فیصل آباد میں دوروزہ دعوتی وتربیتی پروگرام کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ مشورہ میں یہ طے ہوا کہ دوروزہ جھنگ وٹوبہ میں لگایا جائے۔

ستائیس اکتوبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر امیر حلقہ فیصل آباد محترم احسان الٰہی کی قیادت میں رفقاء جھنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ بعد از نماز عشاء امیر حلقہ نے پیر مولانا ذوالفقار احمد کی مسجد میں خطاب فرمایا۔ اور رفقاء واحباب کے سامنے دینی ذمہ داریوں پر گفتگو کی۔ پروگرام کے بعد ساتھیوں نے آرام کیا۔

اگلے دن رفقاء بروقت بیدار ہوئے اور انفرادی نوافل ادا کئے اور تلاوت وذکر کیا۔ اس کے بعد دو مساجد میں امیر حلقہ اور ناظم دعوت فیصل آباد محترم فاروق نے بیان کیے۔ مختصر آرام کے بعد دوبارہ پروگرام کا تربیتی حصہ شروع ہوا جو کہ نماز ظہر تک جاری رہا۔ جس میں مذاکروں کے ذریعے سے فکر تنظیم واضح کی گئی۔ اسی دوران امیر حلقہ نے جھنگ تنظیم کے مقامی امیر کے ہمراہ کئی ایک انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد رفقاء نے بانی محترم کا ویڈیو خطاب، بعنوان ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' سنا۔

اس پروگرام کے بعد یہ قافلہ ٹوبہ قرآن اکیڈمی کی طرف روانہ ہوا، جہاں پر عشاء کی نماز کے بعد پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ بعد از نماز عشاء امیر حلقہ نے سلطان فاؤنڈیشن کی مسجد میں خطاب فرمایا۔ رات کھانا اور سونے کے آداب بیان ہونے کے بعد رفقاء نے آرام کیا۔

اگلے دن صبح فجر کے بعد امیر حلقہ نے ٹوبہ مرکز کی مسجد میں اور محترم رشید عمر نے پیر محل کی ایک مسجد میں خطاب کیا۔ ناشتہ اور آرام کے وقفہ کے بعد محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن نے منہج انقلاب نبوی ﷺ پر مذاکرہ کرایا۔ اسی دوران امیر حلقہ، مقامی ٹوبہ کے امیر کے ساتھ کئی ایک خصوصی ملاقاتوں کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

پروگرام کے اختتام اور نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد رفقاء کرام واپس فیصل آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ اللہ کریم اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اقامت دین کی اس مبارک جدوجہد میں ہمیں لگائے رکھے۔ آمین! (رپورٹ: حافظ ارشد علی)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام سلانوالی میں توسیع دعوت پروگرام

19 جنوری 2018ء کو امیر حلقہ سرگودھا ڈاکٹر رفیع الدین شیخ، معتمد حلقہ محمود عالم اور سرگودھا شرقی تنظیم کے رفیق محمد احسن اور سرگودھا غربی کے رفیق عمر فاروق کے ہمراہ توسیع دعوت پروگرام کے انعقاد کے لیے سلانوالی کے لیے روانہ ہوئے۔

ڈیڑھ بجے مدنی جامع مسجد سلانوالی پہنچے۔ سب سے پہلے مسجد کے مین دروازے پر مکتبہ لگایا گیا۔ آگاہی منکرات کے حوالے سے ہینڈ بلز بعنوان ''جادو کی شرعی حیثیت اور بچاؤ کی تدابیر'' اور فری لٹریچر جن میں ندائے خلافت اور ہینڈ بلز نوید خلافت شامل تھے، کثیر تعداد میں رکھے گئے تھے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کرنے شروع کر دیئے اور معتمد حلقہ نے امیر حلقہ کی معاونت میں مکتبہ پر نمازیوں میں فری لٹریچر اور تنظیم 2018ء کا سنگل صفحہ کا کیلنڈر دعوتی مقصد کے حصول کے لیے دیا گیا۔ اس کے علاوہ نمازیوں نے تنظیمی کتب میں بھی کافی دلچسپی ظاہر کی اور خریداری بھی کی، مسجد کے خطیب نے آکر کچھ کتب خریدیں اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس دوران ہمارے منفرد رفیق محسن ریاض کے کزن طاہر سلیم اللہ بڑی محبت سے ملے۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد مکتب سمیٹ لیا گیا۔

اس کے بعد چک نمبر 168 / 171 چک منگلہ تحصیل سلانوالی میں پہنچے جہاں ملتزم رفیق تنظیم حافظ محسن ریاض رہائش پذیر ہیں۔ اُن کے چچا محمد شفیع سے امیر حلقہ نے خصوصی ملاقات کی۔ اور اُن سے محسن ریاض کی تنظیمی پروگراموں میں فعال ہونے کی بابت بات کی۔

واپسی کے دوران سلانوالی کے قریب ایک مسجد میں نماز عصر ادا کی گئی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد امام مسجد شاہد عمران سے ملاقات کی گئی اور اُن کو تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا گیا جس پر انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا نام سنا ہوا ہے جس پر انہیں کچھ کتب تنظیم اسلامی کی دعوت، قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں اور ایک کیلنڈر ہدیہ کیا گیا۔

تقریباً 6 بجے کے قریب واپس دفتر حلقہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (رپورٹ: محمود عالم)

مقامی تنظیم باجوڑ شرقی کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

باجوڑ شرقی کے زیر اہتمام مختلف سکولوں میں دعوتی پروگرام منعقد ہوئے۔ راقم نے درج ذیل سکولوں میں عظمت قرآن کے موضوع پر لیکچرز دیئے۔ الحبیب پبلک سکول ملا کلے، الاظہر پبلک سکول مسلم باغ، قذافی پبلک سکول قذافی، اتمان خیل پبلک سکول علیذو، میجر عزیز بھٹی پبلک سکول علیذو، پبلک ہائی سکول منڈا۔

ان لیکچرز میں سینکڑوں سٹوڈنٹس اور اساتذہ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ہمارے ملتزم رفیق رفیق الرحمٰن نے بھی الھدیٰ پبلک سکول ملا کلے میں قرآن کے موضوع پر خطاب کیا۔ (مرتب: محمد نعیم)

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام صوبائی امیر خواجہ ندیم احمد کی قیادت میں بیت المقدس پر یہودی قبضہ اور یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کے امریکی اعلان اور ڈونلڈ ٹرمپ کی واحد نظریاتی مملکت ایٹمی خداداد پاکستان کو دھمکیوں کے خلاف کوئٹہ پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر نعرے درج تھے۔ انہوں نے کہا نظریہ پاکستان کا دفاع کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہم امریکی صدر کی جانب سے پاکستان مخالف بیانات اور دھمکیوں کی مذمت کرتے ہیں۔ اس پر تمام مسلمان حکمرانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر اسلامی ممالک کا دفاع کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ ان مسائل کے حل کو یقینی بنایا جا سکے۔ مظاہرین اپنے مطالبات کے حق میں نعرہ بازی کرتے ہوئے پُرامن طور پر منتشر ہو گئے۔ اس مظاہرے میں 30 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (رپورٹ: جاوید انور)

The Responsibility to Protect the World … from the United States

One of the most ingenious propaganda weapons ever developed is that the powerful nations of the West—led by the United States—have a moral responsibility to use military force to protect the rights of people being repressed by their governments. This "responsibility to protect" (R2P) always had a dubious legal standing, but its moral justification also required a psychological and historical disengagement from the bloody reality of the 500-hundred-year history of U.S. and European colonialism, slavery, genocide and torture that created the "West."

This violent, lawless Pan-European colonial/capitalist project continues today under the hegemony of the U.S. empire. This then begs the questions of who really needs the protection and who protects the peoples of the world from the United States and its allies? The only logical, principled and strategic response to this question is citizens of the empire must reject their imperial privileges and join in opposing ruling elites exploiting labor and plundering the Earth. To do that, however, requires breaking with the intoxicating allure of cross-class, bi-partisan "white identity politics."

Neocons like William Kristol, Paul Wolfowitz and Richard Pearl were the driving forces in pushing for the war in Iraq. They understood if they wanted to sell war, "Americans" needed to believe the conflict was about values, not interests. The neocons dusted off and put a new face on that old rationalization for colonialism—the white man's burden. Interventions were to bring democracy and freedom to those people who were struggling to be just like their more advanced models in the white West. Liberal interventionists further developed those ideas into "humanitarian interventionism" and the "responsibility to protect."

The fact that the United States and Europe can wrap themselves in the flag of morality, practice savior politics and get away with it is a testament to the enduring psychopathology of white supremacist ideology.

The most extreme expressions of this cognitive dissonance occurred during the Obama administration, when the notion of U.S. exceptionalism was used to justify continuing the barbarism of the Bush administration's so-called War on Terror. With this justification and the outrageous assertion that it was defending democracy, the U.S./EU/NATO axis of domination committed crimes against humanity and war crimes that resulted in the deaths of millions, while millions more were displaced and ancient cities, nations and peoples were destroyed.

The result? International Gallup and Pew research polls have consistently shown the peoples of the world consider the United States the greatest threat to world peace on the planet.

When the Trump administration released its National Security Strategy late last year, Liberal pundits suggested it was a significantly different than any previous U.S. strategy. But beyond some specific references to putting "America" and its citizens first in relationship to the economy, and the reactionary stances of tightening border security and enforcing strict immigration policies, Trump's strategy did not stray much from the post-Cold War strategy of the preceding years.

The difference that did exist was more in style than substance. The Trump administration completely dispensed with all pretexts used by previous administrations. Even domestic law, like the War Powers Act that was ignored by the Obama administration continues to be of no concern for the new Trump administration. Now it is Trump's "America first" with no concern for international law or accepted standards of behavior.

Unchecked by the countervailing power of the Soviet Union, the bi-partisan National Security Strategy produced in the 1990s that committed the U.S. state to pursue policies that would ensure continued U.S. economic, political and military hegemony through the 21st century—the "new American century"—is still the overall strategic objective of this administration.

Even explicitly naming China and Russia as "competition" that threatens to harm the country's security was not that much of a departure since the centerpiece of U.S policy has been checking any state that challenged U.S. power in any region. The Trump administration named threats to U.S. interests – Pakistan in South Asia, China in East Asia, Russia in Eurasia and Iran in West Asia – with jihadist groups included in case the United States needed a Global War on Terror (GWOT) justification for U.S. interventions anywhere in the world.

While Neocons and liberal interventionists in previous administrations sugarcoated U.S. geo-strategic objectives to mask hegemony, the Trump rhetoric is crude, direct and unambiguously aggressive. Protecting U.S. interests in the 21st century means relying on military aggression, war and subversion.

<u>Source</u>: Adapted from an artide on CounterPunch

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں

17 تا 18 فروری 2018ء

(بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

علاقائی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

برائے حلقہ جات فیصل آباد، سرگودھا، پنجاب جنوبی، پنجاب شرقی اور گوجرانوالہ کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء شرکت کا اہتمام کریں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-7922278, 0336-7922278

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36293939-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مرکز دارالاسلام، 23-کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور'' میں

18 تا 24 فروری 2018ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 042-35473375-79، 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36293939-36366638(042)

VOL : 27 **Read. C.P.L NO. 114** No.06

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

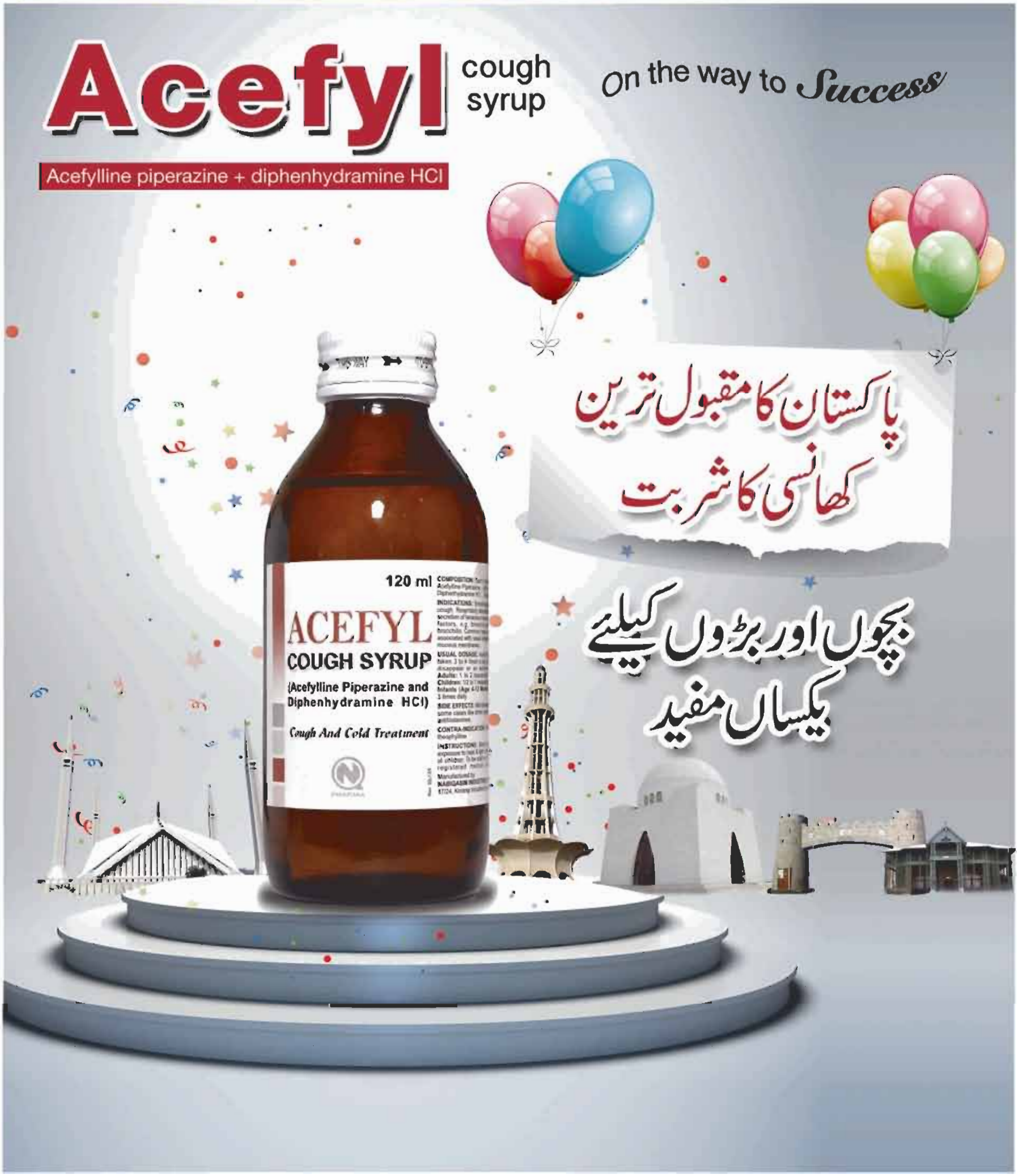

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion